خواتین کے لیے درسِ قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن رسالہ

شمارہ نمبر 26

Darsequran.com/haya

ای میگزین

پیامِ حیاء

آزادی نمبر

خوبیاں پاکستان کی!

پاکستانی دریا اور ان کا نظام

ہجرتِ 1947، ایک خوچکاں داستان

مدتوں کا خواب، پاکستان

پاکستانی شہروں کے نام کیسے رکھے گئے؟

آپ کا پیغام، پاکستان کے نام

فہرست

- القرآن، الحدیث(3)
- نعت(4)
- حرفِ اوّل(6)
- ہدایت کے سنگ میل(8)
- ہجرتِ 1947۔تصاویر (16)
- حج کی فرضیت(19)
- کہانی: کیسا سرور(22)
- کیا آپ جانتے ہیں؟(25)
- مدتوں کا خواب پاکستان(28)
- سنہری باتیں(30)
- کہانی: پیغام(31)
- پاکستان کے مختلف شہروں کے نام(33)
- یہ وطن تمھارا ہے(39)
- خوبیاں پاکستان کی(41)
- پاکستانی دریا(43)
- گرما گرم گلاب جامن(50)
- آپ کا پیغام پاکستان کے نام(51)
- پاکستانی آم کی اقسام(56)
- کچن کو بارونق بنائیں(60)

شمارہ نمبر26، جولائی 2017

"آزادی نمبر"

پیامِ حیاء ٹیم:
مدیرِ اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
مدیرہ: آمنہ خورشید
معاونات: عائشہ فاروق، امّ عفاف، فائزہ بشیر،
آمنہ سعید، فاطمہ سعید، سیما رضوان، ہادیہ زریں، مریم اقبال

Published at:
www.darsequran.com
Editorial Adress:
haya.online@yahoo.com

القرآن

قسم ہے ان فرشتوں کی جو (کافروں کی) جان سختی سے نکالتے ہیں۔(۱) اور جو (مسلمانوں کی) آسانی سے نکالتے ہیں گویا ان کا بند کھول دیتے ہیں۔ (2) اور جو تیرتے ہوئے چلتے ہیں۔(۳) پھر تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں۔(۴) پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں (ان سب کی قسمیں کھا کر ہم کہتے ہیں کہ ۵ () قیامت ضرور آوے گی جس دن ہلا دینے والی چیز ہلا ڈالے گی (مراد نفخہ والی ہے)۔(۶) (سورہ النازعات)

الحدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ ﷺ اس دوران ایک نجرانی قسم کی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کے کنارے موٹے تھے۔ اچانک ایک اعرابی آیا اور اس نے آپ ﷺ کی چادر مبارک زور سے کھینچی۔ میں نے دیکھا اس کی وجہ سے آپؐ کی گردن پر نشان پڑ گیا۔ پھر کہنے لگا۔ اے محمد ﷺ آپؐ کے پاس جو اللہ کا مال ہے اس میں سے مجھے دینے کا حکم دیجئے۔ رسول اکرم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہو کر ہنسے اور اس کو مال دینے کا حکم دیا۔(مسلم، کتاب الزکوۃ)

حضرت احمد رضا خان

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
کرے مصطفی کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جراتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں
ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں
وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں
کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں
کروں مدح اہل دل و رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

پیامِ حیاء کے لیے تحریر کیسے بھیجیں؟

1۔ان پیج فائل / مائیکروسافٹ ورڈ بھیجیں۔

2۔ایک صاف کاغذ پر خوشخط تحریر لکھیں اور اس کی واضح فوٹو لے کر بھیجیں۔

پیامِ حیا کی تحریر کہاں بھیجیں:

1 ۔اس ای میل ایڈریس پر بھیجیں۔

haya.online@yahoo.com

2۔ ہمارے فیس بک پیج پر میسج بھیجیں۔

https://www.facebook.com/payamehaya

3۔اس فارم کے ذریعے بھیجیں۔ Opinion Form

کسی بھی موضوع پر کہانی یا مضمون بھیجا سکتا ہے۔ مستقل سلسلے جیسے ہدایت کے سنگِ میل، نعت، پکوان، ٹیکنالوجی، سنہری باتیں، معلوماتِ عامہ، صحت اور بیوٹی ٹپس کے لیے بھی تحریریں بھیج سکتے ہیں۔ اپنا اور شہر کا نام ضرور واضح کریں۔ ای میل کا جواب ایک سے دو دن میں دیا جاتا ہے۔

مولانا محمد اسماعیل ریحان

حرفِ اوّل

14 اگست، یاددہانی کا دن

14 اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان بن گیا۔ بانئ پاکستان نے اس کمزور اور خطرات میں گھری ہوئی مملکت کو مستحکم بنانے کے لیے سخت بیماری کی پروانہ کرتے ہوئے دن رات کام کیا، یہاں تک کہ ان کا وزن گھٹتے گھٹتے فقط ۸۰ پونڈ رہ گیا۔ ٹی بی نے انہیں نڈھال کر دیا اور وہ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو وفات پا گئے۔ ان کے جانشین لیاقت علی خان کے دور میں مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم نے ملک کو اسلامی دستور مہیا کرنے کے لیے "قراردادِ مقاصد" تیار کی جس کا اعلان اسمبلی میں کر دیا گیا۔ مگر عملاً اسلامی آئین نہ بن سکا۔ اور لیاقت علی خان اکتوبر ۱۹۵۱ء میں قتل کر دیے گئے۔

اس کے بعد جنہیں حکومت ملی انہوں نے یہ تصور کر لیا کہ وہ اسلام کے نفاذ کے وعدے سے سرتابی کا حق رکھتے ہیں۔ قوم کو بھروسہ تھا کہ ۱۹۴۹ء میں قراردادِ مقاصد کی منظوری کے بعد چندماہ کے اندر اندر حقیقی اسلامی آئین کی تشکیل ہو جائے گی۔ انگریزی قانون کی جگہ عدالتوں میں اسلامی قوانین کا نفاذ ہو جائے گا مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ملک میں اسلام کی جگہ صوبائیت نے لے لی اور مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہو گیا۔

انتقالِ اقتدار کے لیے مغربی جمہوریت کے نظام کو من و عن قبول کرنا ہماری سب سے بڑی غلطی تھی۔ لازم تھا کہ ان سیاسی اصول و ضوابط کو نکال دیا جاتا جو کسی بھی قوم کو ٹکڑوں میں بانٹ دیتی ہیں۔ انتخابات میں اُمیدوار ایسے پاکباز اور دیانت دار لوگوں کو بنایا جاتا جو علم، شرافت اور خدمتِ خلق میں تو ممتاز ہوتے مگر اقتدار تو کیا معمولی عہدوں کے بھی طلبگار نہ ہوتے۔ جدید جمہوریت کے کار آمد اور مفید عناصر کو سوچ بچار اور تحقیق کے بعد اپنی صوابدید پر لیا جاتا، قوم کو توڑنے والے اجزاء کو پھینک دیا جاتا۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے آرٹیکل ۶۳، ۶۲ کی ان شقوں کو جو امیدوار کی پاکبازی کی ضمانت فراہم کرتی ہیں (مگر ان کا نفاذ آج تک نہیں ہوا) کو قیامِ پاکستان کی ابتداء ہی سے عملاً نافذ کر دیا جاتا۔ اس طرح اسلامی شورائیت کا ایک پاک اور صاف نظام فراہم ہوتا جو تدریجاً ملک کو مثالی اسلامی معاشرے میں

ڈھال دیتا۔

یہ بھی لازم تھا کہ ملک کو ابتدائی سالوں ہی میں اسلامی نظامِ تعلیم مہیا کیا جاتا۔ اسکولوں اور کالجوں میں طلبہ واساتذہ کی وضع قطع اسلامی ہوتی، نصاب میں تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت اور اسلامی تاریخ کا اچھا خاصا حصہ شامل ہوتا۔ ذرائعِ ابلاغ کو فحاشی، عریانی، نسوانی حسن کی نمائش، راگ رنگ اور رقص و سرود سے پاک رکھا جاتا۔ یہ سب کچھ ابتدائی چند سالوں میں ہوجاتا تو پاکستان کی یہ گت نہ بنتی۔

ہمارے حکمران یقیناان کوتاہیوں کے مجرم ہیں۔ اگرچہ بین الاقوامی معاہدوں کے باعث خارجہ پالیسی سے متعلق بہت سے فیصلوں میں ہمارے حکمران آزاد نہیں رہے مگر انہیں جو اختیارات حاصل ہیں، ان کی رو سے وہ بہت کچھ کرسکتے ہیں۔ مگر کوئی کرنا چاہے بھی تو!!

اگر جرمنی، جاپان اور چین محدود اختیارات پر مشتمل آزادی کو درست حکمت عملی کے ساتھ استعمال کرکے چند عشروں میں دنیا کی خوشحال، مضبوط اور صفِ اول کی قوموں میں شامل ہوسکتے ہیں تو پاکستان کی قیادت ان سے بڑھ کر یہ اہداف حاصل کرسکتی تھی، بشرطیکہ ایمان، اخلاص، حکمت وبصیرت اور ایثار سے کام لیتے ہوئے ان تھک محنت کی جاتی۔

اس وقت ۱۴اگست ایسی حالت میں آیا ہے کہ ملک ایک نئے سیاسی بحران سے گزر رہا ہے۔ لوگ منتظر ہیں کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ ۱۴اگست ہمیں یاددہانی کرارہاہے کہ ہم اپنی سنگین غلطیوں کے اعادے سے باز آجائیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو نیک ہدایت دے اور اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو۔ بصورتِ دیگر ہم ۱۹۴۷ء کے شہداء کو بروزِ حشر منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں گے۔

ام محمد۔ کراچی

ہدایت کے سنگِ میل

"خلیفہ ثالث، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ"

خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کے معزز قبیلے سے تھا۔ والد عفان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ سلسلہ نسب عبد المناف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی نانی نبی پاک کی پھوپھی تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عثمان اور لقب " ذوالنورین " ہے۔اسلام قبول کرنے والوں میں آپ رضی اللہ عنہ " السابقون الاولون " کی فہرست میں شامل تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ اول سیدنا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا تھا۔ طبقات ابن سعد کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ نے چوتھے نمبر پر اسلام قبول کیا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور کلمہ حق پڑھنے کے جرم میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کے چچا حکم بن ابی العاص نے لوہے کی زنجیروں سے باندھ کر دھوپ میں ڈال دیا، کئی روز تک علیحدہ مکان میں بند رکھا گیا، چچا نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب تک تم نئے مذہب (اسلام) کو نہیں چھوڑو گے آزاد نہیں کروں گا۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ چچا! اللہ کی قسم میں مذہب اسلام کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا اور اس ایمان کی دولت سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اعلی سیرت و کردار کے ساتھ ثروت وسخاوت میں بھی مشہور تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ہر نبی کا ساتھی و رفیق ہوتا ہے میرا ساتھی "عثمان" رضی اللہ عنہ ہو گا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دائرہ اسلام میں آنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عرصہ بعد اپنی صاحب زادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کر دیا۔ جب کفار مکہ کی اذیتوں سے تنگ آکر مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور حکم الٰہی کے مطابق ہجرت حبشہ

کی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی مع اپنی اہلیہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا حبشہ ہجرت فرما گئے، مگر جب یہ غلط افواہ پھیلی کہ کفار قریش مسلمان ہوگئے ہیں اور حالات ساز گار ہوگئے ہیں تو دوسرے مسلمانوں کی طرح سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی واپس آگئے۔

جب ہجرت مدینہ کا حکم ہوا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے گئے، وہاں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے تجارت کی اور کامیاب تاجر ثابت ہوے۔ ان دنوں مدینہ منورہ میں پانی کی قلت تھی جس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ا کی اجازت سے پانی کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف فرمایا۔ غزوئہ بدر میں سیدنا رقیہ رضی اللہ عنہا کی علالت کے سبب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے نہ جاسکے۔ غزوئہ احد اور خندق میں شریک ہوے۔ جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو آپ کی زوجیت میں دے دی۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کا لقب " ذوالنورین "یعنی دو نور والے معروف ہوا۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت خانہ کعبہ کا ارادہ فرمایا تو حدیبیہ کے مقام پر یہ علم ہوا کہ قریش مکہ آمادہ جنگ ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا۔ قریش مکہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو روکے رکھا تو افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس موقع پر چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیا جائے گا۔ یہ بیعت تاریخ اسلام میں "بیعت رضوان" کے نام سے معروف ہے۔ قریش مکہ کو جب صحیح صورت حال کا علم ہوا تو آمادئہ صلح ہوگئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ واپس آگئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے " خطبہ حجۃ الوداع " کے موقع پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آپکے ہمراہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے اہم رکن تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا وصیت نامہ آپ رضی اللہ عنہ نے ہی تحریر فرمایا۔

دینی معاملات پر آپ رضی اللہ عنہ کی رہنمائی کو پوری اہمیت دی جاتی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ صرف کاتب وحی ہی نہیں تھے بلکہ قرآن مجید آپ کے سینے میں محفوظ تھا۔ آیات قرآنی کے شان نزول سے خوب واقف تھے۔ بطور تاجر دیانت و امانت آپ کا طرئہ امتیاز تھا۔ نرم خو تھے اور فکر

آخرت ہر دم پیش نظر رکھتے تھے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا سے فرشتے بھی شرماتے ہیں، تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے فراخ دلی سے دولت صرف فرماتے۔

عام طور پر دن کو روزہ رکھتے، رات ریاضت و عبادت میں گزارتے۔ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے۔ یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کی مسلسل خبر گیری فرماتے۔

ابن عساکر نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنسیدنا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے پاس سے جب عثمان رضی اللہ عنہ گزرے تو میرے پاس فرشتہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس فرشتہ نے کہا کہ یہ شہید ہیں ان کو قوم شہید کر دے گی مجھے ان سے شرم آتی ہے“۔ ام المومنین سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آتے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لباس کو درست فرمالیتے اور فرماتے تھے کہ اس سے کس طرح شرم نہ کروں جس سے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ اللہ تعالی تجھے خلافت کی قمیص پہنائیں گے، جب منافق اسے اتارنے کی کوشش کریں تو اسے مت اتارنا یہاں تک کہ تم مجھے آملو۔ چنانچہ جس روز آپ رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا (کہ منافق خلافت کی قمیص اتارنے کی کوشش کریں گے تم نہ اتارنا (اس لیے میں اس پر قائم ہوں اور صبر کر رہا ہوں۔

35ھ میں ذی قعدہ کے عشرہ میں باغیوں نے سیدنا عثمان ذوالنورین کے گھر کا محاصرہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے صبر اوراستقامت کا دامن نہیں چھوڑا، صحیح بخاری میں آپکی شہادت کا واقعہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے، محاصرہ کے دوران آپ رضی اللہ عنہ کا کھانا اور پانی بند کر دیا گیا تقریبا چالیس روز بھوکے پیاسے 82 سالہ مظلوم مدینہ سیدنا عثمان ذوالنورین کو جمعۃ المبارک 18 ذوالحجہ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ روزہ کی حالت میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے ظالموں نے شہید کر دیا گیا، اسلامی تاریخ میں آپ کی شہادت کو انتہائی معصوم و مظلوم شہادت کے نام سے جانا جاتا ہے، شہادت سے کچھ پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو خواب میں رسولِ اکرم کی زیارت بھی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ آپ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے، اور امتِ مسلمہ کو آپکی سیرت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پاکستان کیسے بنا؟

شیخ عبدالرشید

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے کہا تھا کہ "پاکستان اسی روز وجود میں آگیا تھا جس روز پہلا شخص یہاں مسلمان ہوا تھا"…. ظاہر ہے جب برصغیر میں پہلے شخص نے کلمہ پڑھا تو یہاں ایک تہذیب، ثقافت اور دین کی بنیاد پختہ ہو گئی۔ کلمہ گو افراد کے نام، آداب اور معاشرت بدل گئی۔ پہلے شخص کے کلمہ پڑھنے سے ہندو اور مسلم میں جو نظریاتی لکیر قائم ہوئی، درحقیقت وہی فرق بعد ازاں مطالبہ پاکستان اور قیام پاکستان کی وجہ بنا۔

قیام پاکستان کی علمی و تحقیقی وجوہات اور دانشمندانہ تجزیئے اپنی جگہ ، مگر ہندو مسلم معاشرت میں متعصب رویے ہی تھے، جن کی وجہ سے برصغیر میں ایک ہزار سال تک مسلمان اور ہندو اکٹھے رہے، مگر دریا کے دو کناروں کی طرح کبھی مل نہ پائے۔ تاریخ کے ہر دور میں ہندو اور مسلم کا فرق نمایاں رہا، ہندو محلے، مسلم محلے، ہندو حلوائی اور مسلم حلوائی، ہندو پانی اور مسلم پانی کی تقسیم اتنی مضبوط تھی کہ اکبر کے دین الٰہی سے نیشلسٹ کانگریسی علماء تک کوئی اسے ختم نہ کر سکا۔

ابو ریحان البیرونی نے 1030ء میں اپنی کتاب "کتاب الہند" میں لکھا کہ "ہندو دین میں ہم سے کلی مغائرت رکھتے ہیں۔ غیروں کو یہ لوگ ملیچھ (ناپاک) کہتے ہیں اور ان کو ناپاک سمجھنے کی وجہ سے ان سے ملنا جلنا، شادی بیاہ کرنا، ان کے قریب جانا، ان کے پاس بیٹھنا اور ساتھ کھانا بھی جائز نہیں سمجھتے"۔ مغلیہ عہد میں اکبر اعظم نے ہندوؤں کو بڑے بڑے منصبوں اور عہدوں پر فائز کیا، ہندو عورتوں کو حرم میں داخل کیا، حتیٰ کہ نیا دین، دین الٰہی متعارف کروایا، اس کے باوجود بنگالی نژاد ہندو نرادسی چودھری اپنی کتاب "The Continent of Circe" میں لکھتا ہے کہ "اکبر کے بڑے بڑے جرنیل، وزراء اور حکام جب اس کے دربار سے لوٹتے تو بغیر نہائے، یعنی مسلم حکومت کی غلاظت سے اپنے آپ کو پاک کئے بغیر کھانا کھانے کے لئے نہیں بیٹھتے تھے، کیونکہ ایک مسلمان بادشاہ کی صحبت انہیں ناپاک کر دیتی تھی"…. پھر انگریز عہد میں جدید تعلیم بھی ہندو ذہنیت کو تبدیل نہ کر سکی۔ مشہور ہندو لیڈر بال گنگادھر تلک 1897ء میں بمبئی جیل میں نظر بند تھے تو انہوں نے حکومت ہند کو درخواست دی کہ "ان کا

کھانا برہمن باورچی پکایا کرے"۔ کہیں مسلم باورچی کے ہاتھ کا کھانا کھا کر وہ ناپاک نہ ہو جائے۔

ہندو تعصب کا جو مشاہدہ گیارہویں صدی میں البیرونی نے کیا، وہی بیسویں صدی میں بھی نظر آتا ہے۔ 15 مارچ 1939ء کے روزنامہ انقلاب میں خبر تھی کہ ایک ہندو سیٹھ ہرداس گوروداس اور ان کی سیٹھانی نے جی آئی پی ریلوے میں سیکنڈ کلاس کے چار برتھ مخصوص کروائے، راستے میں ایک سٹیشن پر جگہ نہ ہونے پر عملے نے ایک مسلمان مسافر کو اس ڈبے میں جگہ دے دی۔ یہ بات سیٹھ کے لئے ناقابل قبول تھی، مسلمان کو دیکھ کر اس کا پارہ چڑھ گیا۔ گھر پہنچ کر سیٹھ نے ریلوے کے خلاف پانچ ہزار روپے ہرجانے کا دعویٰ کر دیا۔ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا تو سیٹھ نے دلیل دی کہ ایک مسلمان کے ڈبے میں آ جانے سے ان کا کھانا بھرشٹ ہو گیا چنانچہ وہ رات بھر بھوکے رہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ مشتاق احمد وجدی کے ساتھ بھی پیش آیا۔ وہ اپنی سوانح عمری "ہنگاہوں میں زندگی" میں رقمطراز ہیں کہ زندگی میں ریل کا پہلا سفر کیا تو ایسا تلخ سبق ملا کہ آج تک نہیں بھولا۔ بنارس جانا تھا بھائی صاحب انٹر کا ٹکٹ دلا کر گاڑی تک پہنچا گئے، ڈبے میں داخل ہوا تو بیٹھنے کو جگہ نہ تھی۔ اِدھر اُدھر نگاہ ڈالی تو ایک سیٹ پر ترکاری کی ٹوکری رکھی تھی، بلا سوچے سمجھے اس کو اُٹھا کر نیچے رکھ دیا اور بیٹھ گیا۔ گاڑی ہندوؤں سے بھری ہوئی تھی، ابھی سانس بھی لینے نہیں پایا تھا کہ سب مشتعل ہو گئے۔ جن بابو جی کی ٹوکری تھی، اُنہوں نے ڈانٹنا شروع کر دیا اور مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئے، دوسرے مسافر بھی اس میں شامل ہو گئے۔ مَیں نے معذرت کی تو آخر کسی نے بیچ بچاؤ کرایا اور یہ فیصلہ کیا کہ آٹھ آنے کی ترکاری ہو گی، اس کے دام ادا کرو اور ترکاری خود لے جاؤ، اس لئے کہ ایک مسلمان کا ہاتھ لگ جانے سے ترکاری ناپاک اور بھرشٹ ہو گئی تھی۔

مشہور ادیب ممتاز مفتی نے بھی ایسے ہی تلخ تجربے کا تذکرہ اپنے مضمون "رام دین" میں کیا ہے کہ 1934ء کے لگ بھگ ان کا تبادلہ گورنمنٹ سکول دھرم سالہ میں ہو گیا۔ ممتاز مفتی اس سکول کے اکلوتے مسلمان استاد تھے۔ ایک روز انہوں نے ایک طالبعلم سے کہا کہ مجھے ایک گلاس پانی دو، لڑکا بڑے ادب سے سر جھکائے کھڑا رہا۔ انہوں نے دوبارہ کہا تو لڑکا بڑے ادب سے بولا: "ماسٹر جی مَیں آپ کو پانی نہیں پلا سکتا"۔ ممتاز مفتی نے حیرت سے پوچھا کیوں؟ لڑکے نے کہا مہاراج میرا دھرم بھرشٹ ہو جائے گا۔ ہندوؤں کا مسلمانوں کے ساتھ حقارت کا رویہ چند انفرادی معاملات نہیں اور نہ ہی ہندوستانی مسلمانوں تک

محدود تھا، بلکہ وہ تو مسلمانوں سے نفرت کرتے تھے۔

آسٹرین نژاد نو مسلم محمد اسد اپنی خودنوشت "بندہ صحرائی" میں لکھتے ہیں کہ 1933ء میں محمد اسد کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع جوگندر سنگھ ریلوے سٹیشن پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں سے گاڑی دو گھنٹے بعد پٹھان کوٹ جائے گی، چنانچہ ہم قریبی مانوس بازاروں اور گلیوں میں گھومنے لگے۔ اس مٹر گشت کے دوران ہمیں ایک دکان پر گرما گرم دودھ کے کڑھاؤ نظر آئے، اس نے ہماری بھوک کو جگا دیا۔ ہم دکان پر پہنچے تو دکاندار نے دودھ سے بھرا ہوا لکڑی کا پیالہ پکڑا ہوا تھا اور وہ ایک آوارہ کتے کو دودھ پلا رہا تھا....(مجھے یہ منظر دلی طور پر اچھا لگا ....(جب میرے دوست نے اسے پنجابی میں بتایا کہ ہم بھی دودھ پینا چاہتے ہیں تو اس نے اسی پیالے کو، جس سے وہ کتے کو دودھ پلا رہا تھا، پانی سے کھنگالا اور دیوار میں بنے ہوئے طاقچے کی طرف اشارہ کیا، مَیں نے اپنے دوست سے اشارے کا مطلب پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ وہ ہندو ہے، ہم ہندو نہیں، اس لئے ناپاک ہیں۔ وہ کسی ایسے برتن کو ہاتھ نہیں لگائے گا، جس میں ہم جیسے لوگ کچھ پئیں گے۔ وہ چاہتا تھا کہ ہم خود طاق سے گلاس اُٹھائیں اور وہ کڑچھے سے اس میں دودھ ڈالے۔ یہ سنتے ہی میرا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کتے کو دودھ پلا رہا تھا، مگر ہمیں ناپاک سمجھ کر برتن کو ہاتھ نہیں لگانا چاہتا تھا۔ میرے سخت غصیلے چہرے اور تند و تیز لہجے کو دیکھ کر دکاندار نے گلاس اُٹھایا۔ مَیں نے گلاس اس سے چھین لیا، کڑچھا لیا، گلاس کو لبالب دودھ سے بھرا اور اسے دوبارہ دودھ کے کڑھاؤ میں ڈال دیا اور سارے دودھ کو ناپاک کر دیا۔ گلاس کو دور پھینکتے ہوئے مَیں نے جیب سے سو روپے کا نوٹ نکالا جو پورے کڑھاؤ کی قیمت سے زیادہ تھا، اسے دکاندار کو دے مارا۔ ذات پات اور پاک و ناپاک کے ہندو تصور کا میرا یہ اولین مجادلہ تھا"۔

ہندو کی یہ تنگ نظری ہی تھی کہ ہندوستان میں مسلمان ایک ہزار سال سے زیادہ اکٹھے رہے، مگر ایک قوم نہ بن سکے، ان کے درمیان افکار حیات کے ساتھ ساتھ اطوار حیات کا فرق موجود رہا۔ 1897ء میں پیسہ اخبار نے البیرونی کے خیالات کی تصدیق کرتے ہوئے لکھا کہ "زمانہ جانتا ہے کہ مسلمان بے چاروں کو اتنی نفرت اور اس قدر گریز کبھی ہندوؤں سے نہیں رہا، جس قدر ہندوؤں کو مسلمانوں سے رہا۔ ہزاروں شہادتیں دے سکتا ہوں کہ اگر مسلمان کا سایہ بھی ہندو پر پڑ جائے تو گویا وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ ہاتھ کی پکی ہوئی چیز کھانا تو درکنار، مسلمانوں کی چھوئی ہوئی چیز بھی نجس خیال کرتے ہیں۔ ذرا سا میل جول رکھنے یا مسلمانوں کو اپنے گھروں میں گھسنے کی اجازت دینے سے بھی عار کرتے ہیں"۔ پکے کانگرسی

رہنماڈاکٹر انصاری اپنے کانگرسی دوستوں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جب بہت سے کانگرسی لیڈر ان کے ہاں آئے تو "میرے باورچی خانے سے کھانا پک کر ان کمروں میں بھیج دیا جاتا تھا۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی کے سبزی خور ممبران تمام کھانوں کو بالٹیوں میں بھرواکر اپنے خدمتگاروں سے جمنا میں بہادیتے اور چوری سے جو کھانا چاندی والوں کے یہاں سے پکا ہو ا آتا، وہ کھاتے تھے۔ اسی طرح احرار اسلام کے قائد چودھری افضل حق لکھتے ہیں کہ "ہندو اور سکھ حلوائی اس خیال سے کہ مسلمانوں کا ہاتھ لگنے سے وہ پلید نہ ہو جائیں، مسلمان خریداروں سے اپنے ہاتھ سے پیسے بھی نہیں لیتے تھے۔اس غرض کے لئے وہ ایک لکڑی کی ڈوئی کا استعمال کرتے تھے، اس کا دستہ خود حلوائی تھام لیتا اور مسلمان سے کہتا کہ وہ اس کے پیالے میں پیسے ڈال دے۔ جب مَیں اس ڈوئی کے پیالے میں پیسے ڈال رہا تھا تو بد قسمتی سے دکاندار کو میرا ہاتھ لگ گیا۔ اس سے دکاندار لال بھبھوکا ہو گیا اور اس نے مجھے ایک ہی سانس میں ہزاروں گالیاں سنا ڈالیں۔ ایک ساعت کے لئے مَیں بالکل بھونچکا ہو کر رہ گیا اور بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب ملک میں کوئی بھی سیاسی یا سماجی تحریک نہیں تھی اور مسلمان روزمرہ ایسی ذلتیں برداشت کرتے رہتے تھے"۔

یہ عام ہندو ہی کا معاملہ نہ تھا، یہ تفریق ہندوؤں کے تمام طبقوں میں پائی جاتی تھی ۔ انڈین جرنلسٹس ایسوسی ایشن نے 4 مئی 1912ء کو پہلی "ایوننگ پارٹی" روزنامہ پیسہ اخبار کے دفتر میں ترتیب دی، جس میں 19 ہندو اور مسلمان مدیران و جرائد و اخبارات شریک تھے۔ تقریب کے اختتام پر تمام صاحبان اُٹھ کر ایک بالائی کمرے میں چلے گئے اور ہندوؤں اور مسلمانوں نے علیحدہ علیحدہ میزوں پر مٹھائی، میوہ جات و دیگر اشیائے خورونوش کا لطف اُٹھایا۔ اس ضمن میں سب سے دلچسپ وہ اشتہار ہے جو لاہور ہائی کورٹ کے رجسٹرار ٹی بی کرے کوئن نے ہائی کورٹ کے احاطے میں چند دکانیں کرایہ پر دینے کے سلسلے میں 9 اپریل 1935ء کو شائع کروایا تھا، ان دکانوں میں "ہندو حلوائی" اور "مسلمان حلوائی" کے لئے علیحدہ علیحدہ ٹینڈر طلب کئے گئے تھے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں یہ تفریق شروع سے تھی اور ہمیشہ رہی۔ درحقیقت ہندوانہ تعصب ہی تھا، جس نے مطالبہ پاکستان اور قیام پاکستان کی راہ ہموار کی۔ یہ تعصب قیام پاکستان سے ختم نہیں ہو گیا، بلکہ تاحال ہندوستان میں نمایاں ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ تاریخ کے استاد پروفیسر محمد اسلم نے 1995ء میں اپنا "سفر نامہ ہند" تحریر کیا، اور اس میں لکھا کہ مجھے منماڑ سے اورنگ آباد جانا تھا، اس لئے یہیں

اتر گیا۔ ٹرین کے آنے میں ابھی تین گھنٹے باقی تھے۔ دن بھر کے سفر نے مجھے یوں بھی تھکا دیا تھا، مَیں رات کا کھانا تناول کرنے ریلوے کے ریستوران میں گیا۔ اتفاق سے ایک مسافر جو ٹرین میں میرے برابر والی سیٹ پر سفر کر چکا تھا وہاں موجود تھا۔ میں نے ویجیٹیرین کھانے کا آرڈر دیا، اس نے بھی کھانا منگوایا۔ ہم آمنے سامنے میز پر بیٹھ گئے تھے۔ اس نے اپنی ہتھیلی پر ایک گلاس سے پانی ڈالا اور اسے اپنے سامنے میز پر اس انداز سے گرایا کہ اس کے اور میرے درمیان پانی کی دیوار حائل ہو گئی۔ اس طرح وہ ایک مسلمان کے مسموم اثرات سے اپنے کھانے کو محفوظ کرنے میں کامیاب ہو گیا"۔ تاریخی نظریات میں ایک تصور یہ بھی ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کھانے کی میز کی یہ لکیر ہی آخر کار بعد ازاں سرحد کا روپ دھار گئی ہے۔ جب تک رویے اور تعصبات رہیں گے، سرحدیں بنتی رہیں گی۔ مشہور ہندو انقلابی رہنما ایم این رائے نے اپنی کتاب "اسلام کا تاریخی کردار" میں لکھا ہے کہ دنیا کا کوئی مہذب معاشرہ تاریخ اسلام سے اتنا ناواقف نہیں اور دین محمد سے اتنا متنفر نہیں، جتنا ہندو معاشرہ ہے۔ ہمارے قومی نقطہ نظر کا نمایاں ترین رویہ دھرمی استعمار ہے اور یہ رویہ جس قدر دین محمد کے ضمن میں گھناؤنا ہے، اس قدر کسی اور دین کے بارے میں نہیں"۔ اچھوت رہنما ڈاکٹر امبید کر نے لکھا ہے کہ مسلمان ہندوستان میں حق انفرادیت اور تشخص کے لئے کوشاں رہے۔ پروفیسر بارکر کا خیال ہے کہ یہ ممکن ہے کہ قومیں ذات سے ناآگاہی اور غفلت کے عالم میں صدیاں بسر کر دیں۔ ان کے افراد کو شعور ہی میسر نہ ہو کہ ان کی ایک روحانی قومی اساس ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ وہ غافل بھی رہے اس امر سے کہ ان کی ایک روحانی قومی اساس ہمیشہ موجود رہی ہے۔ یہی باعث ہے کہ انہوں نے اپنا حق قومیت بہت دیر کے بعد جتایا، لیکن اس دیر سے آگاہی کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ایک روحانی اساس رکھنے والی قوم کی صورت میں کوئی وجود نہیں رکھتے تھے"۔ ہندوؤں نے فطری تعصب سے برصغیر میں مسلمانوں کی انا مذہبیت اور سماجی رویوں پر زد لگا لگا کر انہیں جگایا اور جب مسلمان بیدار ہوئے اور انہیں قائداعظمؒ جیسا رہنما ملا تو وہ برصغیر جس میں پہلے ہندو پانی اور مسلم پانی، ہندو محلہ اور مسلم محلہ، ہندو شہر اور مسلم شہر اور پھر ہندو صوبہ اور مسلم صوبہ نمودار ہوا، وہاں ہندو ملک اور مسلم ملک کا قیام تاریخی ارتقاء ہی کا نتیجہ ہے۔ ہندو تعصب کی چھوٹی چھوٹی لکیروں نے مل کر ایک بڑی سرحد قائم کر دی اور یوں ہندوؤں کا ہندوستان، مسلمانوں کا پاکستان وجود میں آگیا۔

یہ چند جھلکیاں اُس سزا کی ہیں جو 1947ء میں مسلمانانِ ہند کو تحریکِ آزادی چلانے اور اپنا مُلک پاکستان بنانے کے سبب دی گئی۔

ہجرتِ 1947

ایک خونچکاں داستان

مغربی پاکستان کے قریبی ہندوستان کے علاقوں سے جذبہء آزادی سے سرشار سوا کروڑ سے زائد مسلمان عورتیں، مرد، بوڑھے، جوان اور بچے پاکستان کی طرف روانہ ہوئے۔ انہیں راستہ میں اذیتیں پہنچائی گئیں اور تہہ تیغ کیا گیا۔ 50لاکھ کے لگ بھگ جوان عورتوں اور لڑکیوں کو اغواء کر لیا گیا۔ ہجرت کرنے والے اِن مسلمانوں میں سے آدھے بھی زندہ پاکستان نہ پہنچ پائے اور جو بے سروسامان، بھوکے پیاسے پاکستان پہنچے ان میں بھی بہت سے زخمی تھے۔ کیا ہم اتنے ہی بے حمیّت ہو چکے ہیں کہ اس مُلک کے حصول کیلیۓ اپنے آباؤاجداد کی بے شمار اور بے مثال قربانیوں کو بھی بُھلا دیں؟ میرے پاکستانی بہنو۔ بھائیو۔ ہوش میں آؤ! آپا دھاپی چھوڑ کر اس مُلک کیلیۓ خلوصِ نیّت اور محنت سے کام کرو۔ جس نے ہم سب کو ایک منفرد شناخت بخشی ہے ہم اُن لوگوں کی اولاد ہیں جنھوں نے حوصلے اور صبر کے ساتھ سو سال جانی اور مالی نقصانات برداشت کرتے ہوئے پُرامن اور مہذب جدوجہد کر کے کُرّہ ارض پر ایک نیا مُلک بنایا۔ اس مُلک کا نام پاکستان ہے یعنی پاک لوگوں کی رہائشگاہ۔ ہمیں تمام آلائشوں سے پاک ہو کر محنت کے ساتھ زندگی کا سفر طے کرنا ہے اور اس مُلک کو مُسلمانوں کا ایک خوشحال اور مضبوط قلعہ بنانا ہے۔ انشاءاللہ!

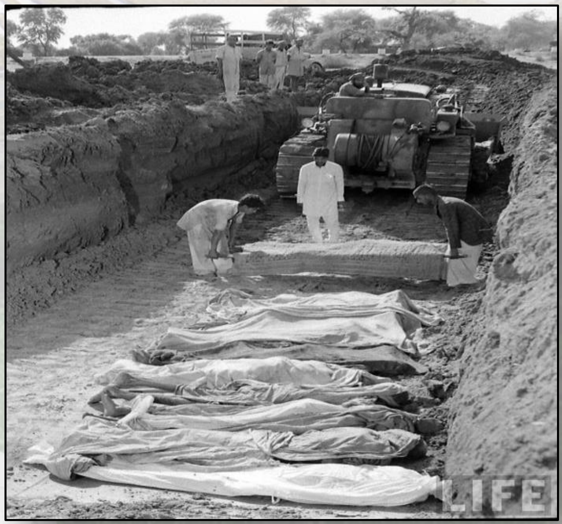

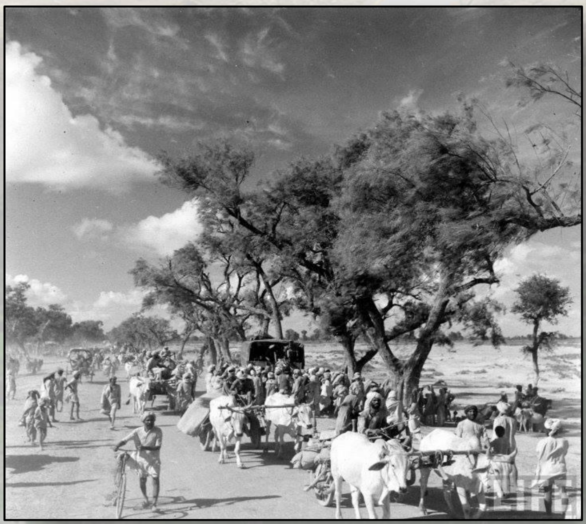

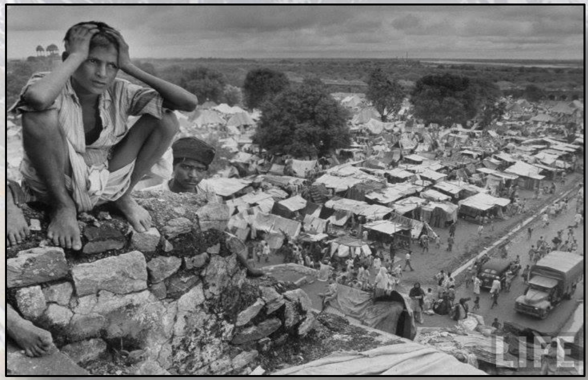

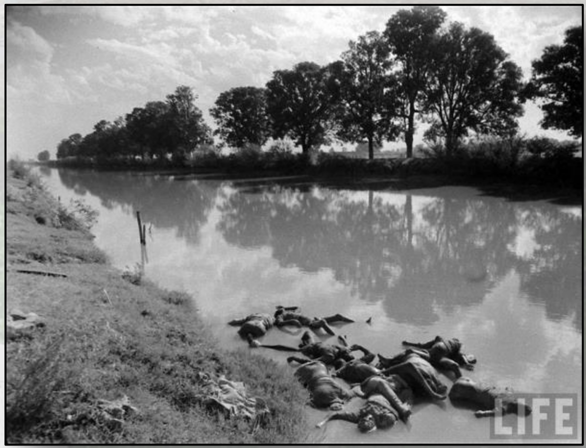

LIFE

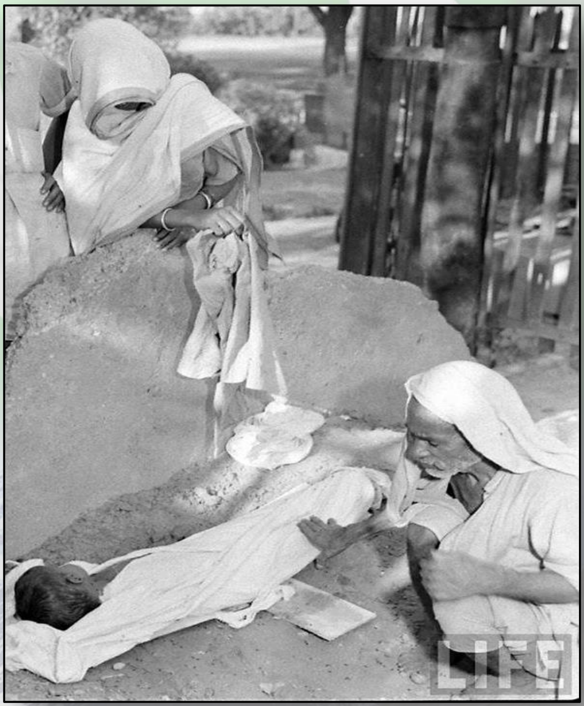
LIFE

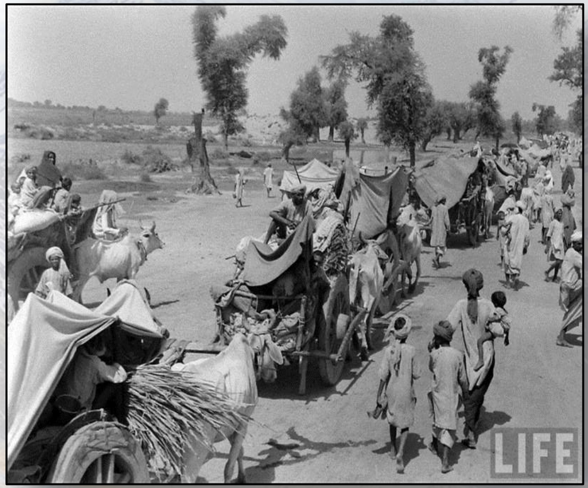
LIFE

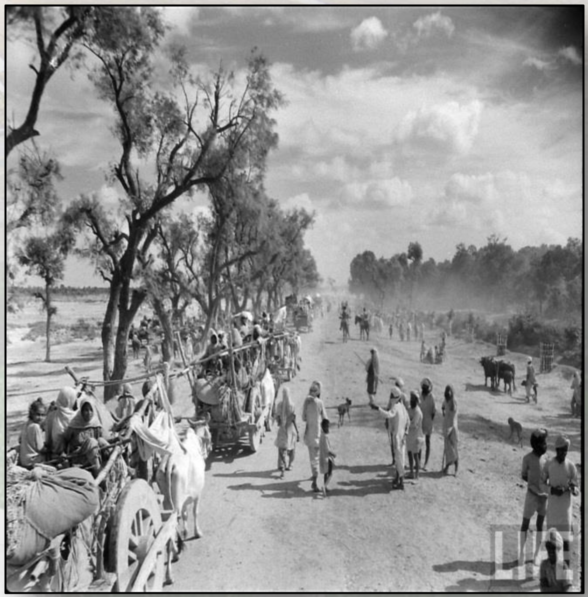
LIFE

حج کی فرضیت و فضیلت

بنتِ جمیل احمد

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیه سبیلا ومن کفر فإن اللہ غني عن العالمین۔(القرآن)

ترجمہ: اور اللہ پاک نے (سورہ آل عمران میں) فرمایا لوگوں پر فرض ہے کہ اللہ کے لیے خانہ کعبہ کا حج کریں جس کو وہاں تک راہ مل سکے۔ اور جو نہ مانے (اور باوجود قدرت کے حج کو نہ جائے) تو اللہ سارے جہاں سے بے نیاز ہے۔

تشریح: اپنے معمول کے مطابق امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حج کی فرضیت ثابت کرنے کے لیے قرآن پاک کی آیت مذکورہ کو نقل فرمایا۔ یہ سورہ آل عمران کی آیت ہے جس میں اللہ نے استطاعت والوں کے لیے حج کو فرض قرار دیا ہے۔ حج کے لفظی معنی قصد کرنے کے ہیں۔ واصل الحج فی اللغۃ القصد وفی الشرع القصد الی البیت الحرام باعمال مخصوصۃ لغوی معنی حج کے قصد کے ہیں اور شرعی معنی یہ کہ بیت اللہ شریف کا اعمال مخصوصہ کے ساتھ قصد کرنا۔ استطاعت کا لفظ اتنا جامع ہے کہ اس میں مالی، جسمانی، ملکی ہر قسم کی استطاعت داخل ہے۔ حج السلام کے پانچوں رکنوں میں سے ایک رکن ہے۔ اور وہ ساری عمر میں ایک بار فرض ہے۔ اس کی فرضیت 9ھ میں ہوئی۔ بعض کا خیال ہے کہ 5ھ یا 6ھ میں حج فرض ہوا۔ حج کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور باوجود قدرت کے حج نہ کرنے والوں کے حق میں کہا گیا ہے کہ کچھ تعجب نہیں اگر وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مریں۔ حج کا فریضہ ہر مسلمان پر اسی وقت عائد ہوتا ہے جب کہ اس کو جسمانی اور مالی اور ملکی طور پر طاقت حاصل ہو۔ جیسا کہ آیت شریفہ من استطاع الیہ سبیلا سے ظاہر ہے۔

ترمذی شریف باب ماجاء من التعلیظ فی ترک الحج میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من ملک زاداً وراحلۃ تبلغه الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیاً اونصرانیا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کو خرچ اخراجات سواری وغیرہ سفر بیت اللہ کے لیے روپیہ میسر ہو (اور وہ تندرست بھی ہو) پھر اس نے حج نہ کیا تو اس کو اختیار ہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ یہ

بڑی سے بڑی وعید ہے جو ایک سچے مرد مسلمان کے لیے ہوسکتی ہے۔ پس جو لوگ باوجود استطاعت کے مکہ شریف کا رخ نہیں کرتے بلکہ یورپ اور دیگر ممالک کی سیر وسیاحت میں ہزارہا روپیہ برباد کر دیتے ہیں مگر حج کے نام سے ان کی روح خشک ہو جاتی ہے، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان واسلام کی خیر مانگنی چاہیے۔ اسی طرح جو لوگ دن رات دنیاوی دھندوں میں منہمک رہتے ہیں اور اس پاک سفر کے لیے ان کو فرصت نہیں ہوتی ان کا بھی دین ایمان سخت خطرے میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہو جائے اس کو اس کی ادائیگی میں حتیٰ الامکان جلدی کرنی چاہیے۔ اور لیت ولعل میں وقت نہ ٹالنا چاہیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ممالک محروسہ میں مندرجہ ذیل پیغام شائع کرایا تھا۔

لقد هممت ان ابعث رجالا الى هذه الامصار فينظروا كل من كان له جدة ولا يحج فيضربوا عليهم الجزية ماهم بمسلمين ماهم بمسلمين۔(نیل الاوطار ج 4 ص 165) ”میری ولی خواہش ہے کہ میں کچھ آدمیوں کو شہروں اور دیہاتوں میں تفتیش کے لیے روانہ کروں جو ان لوگوں کی فہرست تیار کریں جو استطاعت کے باوجود اجتماع حج میں شرکت نہیں کرتے، ان پر کفار کی طرح جزیہ مقرر کر دیں۔ کیونکہ ان کا دعویٰ اسلام فضول وبیکار ہے وہ مسلمان نہیں ہیں۔“

اس سے زیادہ بدنصیبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہوگی کہ بیت اللہ شریف جیسا بزرگ اور مقدس مقام اس دنیا میں موجود ہو اور وہاں تک جانے کی ہر طرح سے آدمی طاقت بھی رکھتا ہو اور پھر کوئی مسلمان اس کی زیارت کو نہ جائے جس کی زیارت کے لیے بابا آدم علیہ السلام سینکڑوں مرتبہ پیدل سفر کر کے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کافروں کے مظالم سے تنگ آکر مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو رخصتی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو چوما اور آپ وسط مسجد میں کھڑے ہو کر بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہوئے اور آبدیدہ نم آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! تو اللہ کے نزدیک تمام جہاں سے پیارا و بہتر گھر ہے اور یہ شہر بھی اللہ کے نزدیک احب البلاد ہے۔ اگر کفار قریش مجھ کو ہجرت پر مجبور نہ کرتے تو میں تیری جدائی ہرگز اختیار نہ کرتا

(ترمذی)

جب آپ مکہ شریف سے باہر نکلے تو پھر آپ نے اپنی سواری کا منہ مکہ شریف کی طرف کر کے فرمایا۔" واللہ انک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ ولولا اخرجت منک ماخرجت (احمد، ترمذی، ابن ماجہ) قسم اللہ کی! اے شہر مکہ تو اللہ کے نزدیک بہترین شہر ہے، تیری زمین اللہ کو تمام روئے زمین سے پیاری ہے۔ اگر میں یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کیا جاتا تو کبھی یہاں سے نہ نکلتا۔"

فضیلت حج کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:من حج ہذا البیت فلم یرفث ولم یفسق رجع کما ولدتہ امہ (ابن ماجہ ص 213) یعنی جس نے پورے آداب وشرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ نہ جماع کے قریب گیا اور نہ کوئی بے ہودہ حرکت کی وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر لوٹتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک صاف تھا۔

ابوہریرہ کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" جو کوئی حج بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوتا ہے۔ اس شخص کی سواری جتنے قدم چلتی ہے ہر قدم کے عوض اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ مٹاتا ہے۔ اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے۔ اور ایک درجہ جنت میں اس کے لیے بلند کرتا ہے۔ جب وہ شخص بیت اللہ شریف میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی کرتا ہے پھر بال منڈواتا یا کترواتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔" (ترغیب وترہیب ص224)

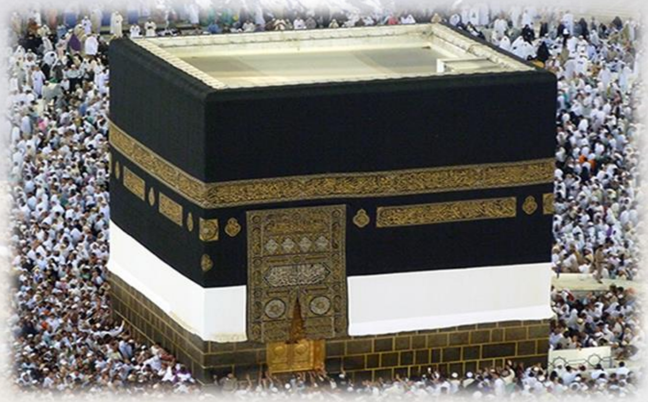

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ابن خزیمہ کی روایت ہے کہ جو شخص مکہ معظمہ سے حج کے واسطے نکلا اور پیدل عرفات گیا پھر واپس بھی وہاں سے پیدل ہی آیا تو اس کو ہر قدم کے بدلے کروڑوں نیکیاں ملتی ہیں۔

بیہقی نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حج وعمرہ ساتھ ساتھ ادا کرو۔ اس پاک عمل سے فقر کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے اور گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کو میل سے پاک کر دیتی ہے۔

عالیہ کی شادی کو تیسرا سال تھا جب اسے پتہ چلا کہ جو عورت صاحب نصاب ہو اس پر بھی قربانی واجب ہوتی ہے۔ اسے بھی بہت شوق ہوا کہ اس سال میں بھی قربانی کروں۔ اپنے شوہر اور ساس سے بھی اس کا تذکرہ کیا کہ اس سال قربانی میں میرا حصہ بھی رکھیں ۔ ساس کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا کہ ایک حصے پر بہو بیگم کا بھی نام ہو جائے مگر میاں جی کچھ چلبلائے۔

”اب کیا تم علیحدہ سے قربانی کرو گی؟ ہم لوگ کر تو رہے ہیں۔“

بڑی مشکل سے عالیہ نے اپنے شوہر کو سمجھایا۔

” میں نے الگ سے نہیں کرنی۔ جیسے آپ سب کے حصے ہوتے ہیں ویسے بھی گائے میں ایک حصہ میرا بھی رکھ دیجیے گا۔“

”اچھا ٹھیک ہے! لیکن تم جو عید کا جوڑا بنانے کے لیے کہہ رہی تھیں۔ پھر وہ جوڑا نہیں بنا کر دوں گا۔“شوہر نے بھی عجیب سی شرط رکھ دی۔ ایک جھٹکا تو عالیہ کو لگا لیکن پھر سوچا چلو کوئی بات نہیں ۔ عید قرباں پر اصل چیز تو قربانی ہے۔ کیا میں اللہ کے لیے ایک سوٹ کی بھی قربانی نہیں دے سکتی؟ سوٹ کا کیا ہے کوئی بھی پہن لوں گی۔ کوئی بات نہیں۔

عید میں ایک ہفتہ ہی باقی تھا گھر کے باقی سب لوگ اپنے اپنے ملبوسات کو لے کر کافی ایکسائٹڈ تھے۔ خوب تیاریاں ہو رہی تھیں۔ گھر کی سب خواتین اور بچیوں کے جوڑے تیار ہو گئے۔ اور سب کی تیاریاں دیکھ دیکھ کر عالیہ بھی اپنے دل میں سوچتی کیا ہو جاتا اگر میاں جی میرا سوٹ بھی بنا دیتے۔ پتہ بھی ہے ان کو کہ مجھے خاص عید پر نئے کپڑے پہننے کا کتنا شوق ہے۔ پھر سوچتی چلو کوئی بات نہیں قربانی صرف جانور ذبح کرنے کا نام تھوڑی ہے۔ اصل

کیسا سرور!

(امِّ محمد سلمان)

قربانی تو اپنی خواہشات کی قربانی ہے۔ بس یہ بات سوچتی تو دل مطمئن ہو جاتا تھا۔

عید میں دو دن باقی تھے صبح کے وقت میں عالیہ گھر کے کام کاج میں مصروف تھی کہ اچانک اس کے بھائی جان اس سے ملنے آگئے۔ عالیہ انھیں دیکھ کر بہت خوش تھی۔ اس وقت عالیہ کے پاس نہ ٹیلیفون تھا اور نہ ہی موبائل فون۔ سو جب بھی کوئی اچانک میکے سے آجاتا تو بے انتہا خوشی ہوتی تھی۔ بھائی جان کچھ دیر تو ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے پھر کہنے لگے۔

"اور بہنا تم نے عید کا جوڑا بنا لیا؟"

عالیہ کہنے لگی۔"جی بھائی اللہ کا شکر ہے۔ جوڑے بہت ہیں۔"

بھائی کہنے لگے۔" اچھا ذرا مجھے تو دکھاؤ کون سا جوڑا بنایا ہے عید کے لئے؟"

اب عالیہ سوچ میں پڑ گئی کیا کروں؟ پھر کہنے لگی۔

" بھائی جان اصل میں عید والا سوٹ بھی تو رکھا ہے ناں میں وہی پہنوں گی۔"

بھائی جان مسکرانے لگے۔ کہنے لگے۔

" اچھا تو تم نے سوٹ نہیں بنایا ناں۔ لو اب میری سنو! کل میں اپنے روز مرہ کے کاموں میں مشغول تھا کہ اچانک بس میرے دل میں خیال آیا۔ پتہ نہیں میری بہنا نے عید کا جوڑا بنایا ہے یا نہیں۔ میں بس کل ضرور اپنی بہن کے پاس جاؤں گا اور اسے عید کا سوٹ بنانے کے لئے پیسے دے کر آؤں گا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔

"یہ لو میں تمھارے لئے کچھ پیسے لے کر آیا ہوں تم میری طرف سے اپنے لیے اچھا سا سوٹ بنا لینا عید کے لئے۔"

اور عالیہ بس انکی شکل ہی دیکھتی رہ گئی۔ یہ خواہش تو اسکے دل کے نہاں خانوں میں تھی جس کا ذکر اس نے کسی سے بھی نہیں کیا تھا اور اللہ نے کیسے اسکے دل کی مراد پوری کی۔ واقعی کوئی سچے دل اور کھرے جذبوں کے ساتھ اس کی طرف آئے تو سہی وہ پاک ذات بہت قدردان ہے۔

عالیہ بہت خوش تھی۔ اس کا دل اللہ کے حضور میں سجدہ ریز تھا۔ سچ کہتا ہے وہ کہ میں تو تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ تمھارے سینوں میں چھپے ہوئے راز جانتا ہوں۔ میرے بندو! تم ہی میرے بارے میں دھوکے میں مبتلا ہو، میں تو تم پر ستر ماؤں سے بھی زیادہ مہربان ہوں۔ تم سے محبت کرتا ہوں، اپنی ستاری کی چادر میں تمھارے سارے عیبوں کو چھپا لیتا ہوں۔

اور زندگی کے دن گزرتے چلے گئے، روز و شب کے تلخ حقائق میں چھوٹی موٹی خواہشات دب کر رہ گئیں۔ اب

خواہشات سے بڑھ کر ضروریات پر نظر ہوتی۔ اس واقعے کو تقریباً چھ سات سال گزر گئے، شعور میں پختگی آگئی تھی۔

اس سال عید الاضحیٰ آئی تو زیور کی وجہ سے عالیہ صاحب نصاب تو تھی مگر انکے پاس قربانی کرنے کے لیے کوئی بندوبست نہیں تھا۔ شوہر کی مالی حالت بھی اس وقت اچھی نہ تھی۔ اسکے پاس سونے کی لاکٹ چین تھی جو اسکی امی نے اسے جہیز میں دی تھی اور عالیہ کو بہت عزیز تھی۔ بہت شوق سے اسے پہنا کرتی تھی اور امی کی وفات کے بعد تو اور بھی زیادہ محبوب ہوگئی تھی آخر کو وہ اس کی مرحومہ ماں کی نشانی تھی۔

دل میں خیال آیا اس کا لاکٹ بیچ کر قربانی کر لینی چاہئے۔ مگر دل بار بار اس کی محبت میں گرفتار ہو جاتا اور ارادہ کمزور پڑ جاتا۔ مگر ضمیر کہتا کیا قربانی صرف جانور ذبح کرنے کا نام ہے؟ قربانی کی اصل روح تو اپنی محبوب چیز کو اللہ کے لیے قربان کر دینے کا نام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ اسلام تو اپنے لخت جگر کو اللہ کے لیے قربان کرنے کے لیے تیار ہو جائیں اور ہم ایک معمولی اور فانی زیور بھی نہ دے سکیں اسکی راہ میں؟

بار بار یہ خیال دل میں کچوکے لگاتا رہا اور پھر اس نے لاکٹ کو بیچ کر قربانی کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ آخر اس نے وہ لاکٹ بیچ دیا اور بڑے جذبے کے ساتھ قربانی کی۔

اور عید والے دن اس کی خوشی کا جو عالم تھا وہ بہت بڑھ کر تھا ان تمام قربانیوں سے جو وہ ہر سال کرتی تھی۔ آج اس نے قربانی کی اصل روح کو پایا تھا۔ خواہشات، جذبات اور اپنی محبوب ترین چیز کو اللہ کی راہ میں قربان کر دینے کا سرور اسی کا دیا ہوا اسی کے لیے خرچ کر دینے کا کیسا سرور ہے۔ یہ تو عالیہ نے آج جانا تھا۔ اور آج بھی اس کے پاس عید پر پہننے کے لیے نیا جوڑا نہیں تھا مگر ہزار جوڑوں کی خوشی سے بڑھ کر وہ خوش تھی۔ اور وہ آیت اسکے ذہن میں گونج رہی تھی، گویا جیسے آج ہی نازل ہوئی۔

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین

بیشک میری نماز میری قربانی میرا جینا میرا مرنا سب میرے اللہ کے لئے ھے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔

معلومات

ماریہ غازی

کیا آپ جانتے ہیں؟

پاکستان کا نام جنوری 1933 مین چوہدری رحمت علی خاں نے تجویز کیا تھا۔

پاکستان کے قیام کا اعلان 3 جون 1947 کو ہوا تھا

پاکستان اقوامِ متحدہ کا رکن 30 ستمبر 1947 کو بنا تھا۔

پاکستان کا پہلا سکہ 3 جون 1947 کو جاری ہوا تھا۔

پاکستان کا پہلا ڈاک ٹکٹ 9 جولائی 1948 کو جاری ہوا تھا۔

اسلام آباد کو پاکستان کا دارالحکومت 1960 میں کیا تھا۔

پاکستان کا پہلا ٹی وی سٹیشن 24 نومبر 1964 کو قائم ہوا۔

پاکستان ریڈ کراس سوسائٹی کا نام بدل کر 1974 میں ہلالِ احمر رکھا گیا۔

پاکستان نے 28 مئی 1998 کو چاغی بلوچستان کے مقام پر چھ ایٹمی دھماکے کئے۔

پاکستان ان چند ممالک میں سے ایک ہے جہاں موسم کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ یہان چاروں موسموں کا لطف لیا جا سکتا ہے۔ اگر گرمی کی حدت 55 ڈگری تک جاتی ہے تو سردی کی شدت 22" تک ہو جاتی ہے۔ جب کراچی اور میدانی علاقوں میں شدید گرمی کا موسم ہوتا ہے تو لوگ مری اور کاغان ناران کی سیر کرنے چلے جاتے ہیں جہاں موسم سرد اور خوشگوار ہوتا ہے۔

ہمارے پاس ضلع جہلم میں دنیا کی سب سے بڑی نمک کی کان ہے جو تقریباً 20 کلومیٹر تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور یہ نمک بھی خالص ترین نمک ہے۔ کھیوڑہ کے نام سے یہ جگہ دنیا میں جانی پہچانی جاتی ہے۔

جدید ترین جائزے کے مطابق ہمارے پیارے صوبہ بلوچستان میں کوئلے کے سب سے بڑے ذخائر پائے جاتے ہیں۔

ہماری سرزمین سے چونے کا پتھر جو سیمنٹ بنانے کے کام آتا ہے، سب سے زیادہ نکلتا ہے۔ اس سے بننے والا سیمنٹ کسی بھی طرح معیار میں کم نہیں۔

- صوبہ بلوچستان کے جنگلات میں صنوبر اور چیڑ کے درختوں کی ایسی اقسام ہیں جو دنیا میں اور کہیں نہیں ملتیں۔
- سندھی ڈولفن مچھلی صرف سندھ میں پائی جاتی ہے۔
- مارکوپولو نامی بھیڑ صرف شمالی علاقوں میں ملتی ہے۔
- سنگ چور نامی دنیا کا سب سے زیادہ زہریلا سانپ صرف پاکستان میں ہی پایا جاتا ہے۔
- دنیا میں سب سے میٹھے اور لذیذ آم شجاع آباد پاکستان کے مانے جاتے ہیں۔
- دنیا کی سب سے بڑی مصنوعی جھیل تربیلا جھیل ہے۔
- دنیا میں کھیلوں کا سامان بنانے میں وطن عزیز کے شہر سیالکوٹ کا کوئی ثانی نہیں۔
- پنکھوں کی سب سے بڑی صنعت گوجرانوالہ اور گجرات ہے۔
- لکڑی کے مشہور و معروف فرنیچر کیلئے شہر چنیوٹ مشہور ہے۔
- دنیا کا سب سے بڑا قبرستان ٹھٹھہ میں ہے۔
- موہنجوڈاڑو کی کھدائی سے حاصل ہونے والی تختیوں کی تحریر آج تک پڑھی نہیں جاسکیں جبکہ اور جتنی بھی تہذیبیں دریافت ہوئیں انکی تحریریں پڑھی گئیں۔
- دنیا کا سب سے بڑا فٹبال سیالکوٹ میں بنایا گیا 2002 میں اسکا قطر 4 میٹر تھا۔

سیرت کوئز

آمنہ سعید

اپنے جوابات اس ای میل پر روانہ کریں:
haya.online@yahoo.com
آخری تاریخ 20 ستمبر ہے۔
جوابات بھیجنے والی تمام خواتین کے نام
اگلے شمارے میں اسی صفحہ پر شائع کیے جائیں گے۔ انشاء اللہ!

1. فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے کعبہ میں رکھے ہوئے بتوں کو کس چیز سے گرایا؟
2. آپ ﷺ کے دور میں سب سے پہلے کس نے جھوٹی نبوت کا علم بلند کیا؟
3. آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا آخری غزوہ کون سا تھا؟
4. 300 مسلمانوں کا گروہ مدینہ منورہ سے حج کے لیے کب روانہ ہوا؟
5. رسول پاک ﷺ نے آخری حج کب ادا کیا؟

پچھلے کوئز کے جوابات:

1۔ ذیقعد 6ھ 2۔ 6ھ 3۔ ابوسنان اسدی رضی اللہ عنہ
4۔ سہیل بن عمرو نے۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

صحیح جوابات بھیجنے والی خواتین کے نام:

بنت خزیفہ، ام عائشہ، ماریہ غازی، ساجدہ بنت عمر، نازیہ سہیل اچکزئی، امامہ قیصر، زینب خان، مہر النساء، صائمہ ازھری، فاطمہ عمر، سائرہ تنولی، مریم خان۔

مدتوں کا خواب، پاکستان!

مفتیٔ اعظم، مفتی تقی عثمانی صاحب کا پیغام

مرتب کردہ: فاطمہ سعید

"آزادی کی تحریک تو مدتوں سے چل رہی تھی اور اس میں ہر قسم کے خیال کے لوگ خاص طور پر مسلمانوں نے بڑا کردار ادا کیا۔ لیکن اللہ نے اس کی شکل پیدا فرمائی کہ پاکستان کی صورت میں مسلمانوں کو الگ خطہ عطا فرمایا۔ یہ مدتوں کی آرزو کی ایک طرح سے تکمیل تھی۔ کیونکہ مغلیہ سلطنت کے ادوار کے بعد جب تک انگریز نہیں آئے تھے تو پورے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت تھی۔ تو اصل میں یہ ہوا کہ جن سے حکومت چھینی گئی انہیں کو واپس دے دی گئی۔ لیکن ہوا یہ کہ انگریزوں نے جاتے وقت کہا کہ حکومت اس طرح دی جائے کہ ہندو کہ اکثریت ہو۔ تو یہ مطالبہ سامنے آیا اور قائد اعظم نے اس کو آگے بڑھایا۔ اگرچہ تصور اس کا پہلے سے تھا۔ لیکن واقعتاً اس کا تصور سب سے پہلے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے پیش کیا تھا۔ اور مولانا عبد الماجد نے اپنی کتاب حکیم الامت میں لکھا ہے کہ بعد میں مسلم لیگ کے نعرے سنے لیکن سب سے پہلے یہ بات حکیم الامت سے سنی تھی اور وہ یہ تھی کہ دل چاہتا ہے کہ ہندوستان میں یا دنیا کے کسی حصہ میں کوئی ایسی ریاست قائم ہو جو اسلام کی بنیاد پر قائم کی گئی ہو اور اس میں احکام شرعی نافذ کی جائے۔ تو بعد میں یہی نعرہ لے کر قائد اعظم کھڑے ہوئے۔ اس میں چونکہ مطالبہ درست تھا تو علماء کرام کی بڑی تعداد مولانا اشرف علی تھانوی اور علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب کی قیادت میں اس تحریک میں شامل ہوئے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں ۔"ہم بچے تھے جب یہ نعرے سنا کرتے تھے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ گلی گلی یہ نعرہ ہوتا تھا۔ آج اس تحریک کے دیکھنے والے بہت کم رہ گئے۔ اس وقت کے مسلمانوں کے اندر جوش تھا وہ اس نعرے کو لے کر بڑھ رہے تھے تو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے پاکستان قائم فرمادیا۔ اور اس نعرے کے مقصد پر یہ ملک قائم ہوا اور شاید اس دور میں یہ واحد ریاست ہے جو اسلام کے نام قائم ہوئی ورنہ عام طور پر ریاست قومیتوں کے بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔ اللہ کا بڑا انعام ہے ایسی ریاست دی کہ جس میں اللہ نے ہر طرح کے وسائل پیدا فرمائے۔ ہر طرح کی زمینیں یہاں موجود ہے۔ دریا، سمندر، ریگستان سبز ازار

اس میں ہے۔ ہر طرح کی پیداوار اللہ تعالی نے اس میں عطا فرمائی لیکن ہوتا یہ ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے جتنی بڑی نعمت ہوتی ہے بندے پر اتنا ہی شکر واجب ہوتا ہے۔ اور بڑی نعمت کی ناشکری کی تو وبال بھی بڑا سخت ہوتا ہے۔ لہذا اصل بات یہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد ہم اس مقصد کی طرف متوجہ ہوتے جس کے لئے پاکستان بنایا گیا، لیکن ہمارے اعمال یہ ہے کہ ہم مختلف نعروں کے پیچھے چل پڑے مختلف مقاصد حاصل کرنے کے لئے سرگرداں ہوگئے تو اس وجہ سے ابھی تک ہم اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکے۔ اس کے باوجود الحمد اللہ پاکستان موجودہ حالات میں اپنے رہنے والوں کے لئے بہت بڑی نعمت ہے اور ہر مسلمان کو یہ پیغام جانا چاہیے کہ جب جشن آزادی مناتے ہیں اسوقت خاص طور پر یہ سوچے اگر فرض کرو پاکستان نہ بنتا تو اس کا کیا حال ہوتا؟ وہ کہاں ہوتا؟ کس کی غلامی میں ہوتا؟ اللہ نے یہ نعمت عطا فرمائی تو اسکا شکر یہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے احکامات کی اطاعت کی جائے اور پاکستان کو صحیح معنی میں پاکستان بنانے کے لئے ضروری یہ ہے کہ کل بنون اِخوۃ (سارے مسلم بھائی بھائی ہیں)۔ لہذا یہ جو تعصبات ہیں چاہے لسانی ہوں، چاہے فرقہ وارانہ، چاہے مسلکی ہوں ان کو بالائے طاق رکھ کر صحیح معنی میں ایک ریاست بنانے کی جدوجہد کرے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی زندگی اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے مطابق بنائے اور اس بات کی جدوجہد کرے کہ ہمارا معاشرہ بھی اسی مقصد کے تحت آگے چلے، تو کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالی اپنے فضل سے وہ خواب جو ہمارے بزرگوں نے دیکھا تھا اسکی تعبیر ہمارے سامنے آجائے۔ ان شاء اللہ جوں جوں اس مقصد کی طرف قدم بڑھائیں گے تو اللہ کی مدد آئے گی۔ اب بھی اگر دوسرے ممالک کے ساتھ پاکستان کا موازنہ کیا جائے تو باوجود تمام خرابیوں کے الحمد اللہ اب بھی بسا غنی ہے۔ اب بھی اللہ کی رحمت سے دوسرے ممالک سے بہتر ہے۔ اس کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر چلے گے تو ہمارے قدم بڑھتے جائیں گے۔ مایوسی کی کوئی وجہ نہیں مایوسی پھیلانا بھی مسلمانوں کا شیوہ نہیں بلکہ مسلمانوں کا شیوہ یہ ہے کہ اگر کوئی خرابی ہے تو اسکو بہتر بنانے کی کوشش کرے اور آخری دم تک کرتا رہے۔ کوشش اللہ کی رضا کی خاطر ہو تو وہ کامیاب ہے باقی نتائج اللہ تعالی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اللہ تعالی پاکستان کے تمام مسلمانوں کو جشن آزادی منانے کے ساتھ اصل قرآن و سنت کی پیروی کرنے پر جشن منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور پاکستان کی تمام دشمنوں سے حفاظت فرمائیں۔ آمین!"

زارا خان

سنہری باتیں

* ہر بات پر ہاں ملانا منافقوں کی نشانی ہے۔
* خوشی انسان کو اتنا نہیں سکھاتی جتنا غم سکھاتا ہے۔
* جو شخص سجدوں میں روتا ہے اُسے تقدیر پر رونا نہیں پڑتا۔
* جو تمہاری خاموشی سے تمہاری تکلیف کا اندازہ نہ کر سکے اس کے سامنے زبان سے اظہار کرنا صرف لفظوں کو ضائع کرنا ہے۔
* جو شخص تمہارا غصہ برداشت کرے اور ثابت قدم رہے تو وہ تمہارا سچا دوست ہے۔
* لوگوں کو اُسی طرح معاف کرو جیسے تم خدا سے اُمید رکھتے ہو کہ وہ تمہیں معاف کر دے گا۔
* اللہ کی مخلوق پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے گا۔
* صبح کا آغاز اللہ کے کلام پاک سے کرو اللہ دن میں برکت ڈال دے گا۔
* وقت ایسی زمین ہے جس پر بغیر محبت کا کچھ نہیں پیدا ہوتا۔
* اچھے اور مثبت خیالات کسی دولت سے کم نہیں۔
* نیک کام وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے چہرے پر خوشی بکھیر دے۔
* سونے کو آگ پرکھتی ہے اور انسان کو مصائب۔
* دعا سے دوری انسان کو دوا کے قریب لے آتی ہے۔
* خاموشی دانا کا زیور اور احمق کا بھرم ہے۔
* روشنی کی امید رکھو مگر امیدوں پر زندگی مت گزارو۔
* آرزو نصف زندگی ہے اور بے حسی نصف موت۔

پیغام

امامہ عبداللہ میکن۔ سرگودھا

لائبہ چائے کا مگ لئے ٹیرس پر آکھڑی ہوئی باہر موسم بہت خوشگوار تھا۔سورج کا بھی مغرب کی طرف جاری سفر کا اختتام ہونے کو تھا۔سامنے فٹ پاتھ پر ایک ضعیف العمر بڑھیا سر جھکائے پریشان حال بیٹھی تھی۔ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے عمر سے پہلے ہی وقت نے اس کے بالوں میں چاندی اتار دی ہو۔

شاید بے چاری بڑھیا کا ذہنی توازن خراب ہے۔لائبہ نے بڑھیا کی حرکات وسکنات کو غور سے دیکھتے ہوئے اپنے تئیں سوچا۔

بڑھیا کی نظر جونہی لائبہ کے چہرے سے ٹکرائی تو چند لمحے وہ لائبہ کو غور سے دیکھتی رہی اور پھر اس کے قدم لائبہ کی طرف اٹھتے چلے گئے اور بنگلے کے خارجی گیٹ کے پاس رک گئے۔

ہوسکتا ہے ضرورت مند ہو۔یہ خیال آتے ہی لائبہ بھی خارجی گیٹ عبور کر کے اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔بڑھیا ٹکٹکی باندھے اسے غور سے دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے ماں جی۔" لائبہ نے نرمی سے پوچھا لیکن جواب ندارد۔

"ماں جی کیا ہوا۔کیا آپ پریشان ہیں۔" بڑھیا کے لبوں پر بدستور خاموشی رہی اور نہ ہی اس کی بوڑھی آنکھوں میں کوئی جنبش ہوئی لائبہ ڈری تو سہی لیکن جمی رہی۔

ماں جی آپ ٹھیک تو ہیں۔اب کی بار لائبہ نے بڑھیا کے کندھے کو جنبش بھی دی تھی۔

"مم..مم..میں ٹھیک ہوں؟میں کیسے ٹھیک ہو سکتی ہوں میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے ضائع ہوگیا میرا سب کچھ لٹ گیا اور تم کہتی ہو میں ٹھیک ہوں۔" بڑھیا ایک دم چیخی۔

"کیا ہوا آپ کے ساتھ کس نے لوٹا آپ کو۔" لائبہ کے چہرے پر حیرت اور تجسس واضح تھا۔

"تت..تم نے..تم سب نے.."

"کیا مطلب ہے آپ کا آپ مجھے کھل کر بتائیں شاید میں آپ کی کچھ مدد کرسکوں۔"

لائبہ مزید تجسس میں پڑ چکی تھی اور وہ پوری کوشش کر رہی تھی کہ بات کی تہہ تک پہنچ سکے۔

"اماں آپ کہاں سے آئی ہیں۔" لائبہ نے بڑھیا کو کرسی پر بٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"میں ۔۔میں وہاں سے۔" بڑھیانے ہاتھ سے سڑک کی جانب اشارہ کیا۔

"اچھا اماں آپ بتایئے نا کیا دکھ پہنچا ہے آپ کو۔" وہ تذبذب کا شکار تھی۔

"بتاتی ہوں بیٹا۔" اب بڑھیا کے لہجے میں پیار اور نرمی کی آمیزش تھی۔

بڑھیانے شانے سے چادر کا پلو کھینچا اور ایک موٹی سی گرہ کھولنے لگی۔

لائبہ آگے کو جھکی تا کہ دیکھ سکے۔

گرہ میں سے سبز اور سفید رنگ کی جھنڈیاں بر آمد ہوئیں جو کافی پرانی ہو چکی تھیں۔

"یہ دیکھو! یہ میں نے کھیتوں کے بیچ سے، سڑک کے پار فٹ پاتھ سے، بازار سے اکھٹی کی ہیں۔ یہ دیکھو! لوگ اس پیارے پرچم کو پاؤں کے نیچے روند دیتے ہیں اور خیال تک نہیں کرتے۔ ایک دن کی محبت ایک دن کا جشن اس کے بعد بس یہ جھنڈیاں مٹی میں ہی نظر آتی ہیں۔ احساس مٹ گیا ہے دلوں سے۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں ان قربانیوں سے غافل ہیں جو ہم نے اس وطن کے لیے دی تھیں۔ میری باتوں کو دقیانوسیت سمجھتے ہیں سب۔ سب ایسا ہی سمجھتے ہیں۔" یہ کہہ کر بڑھیانے سر سے دوپٹہ ہٹایا اور زخم کا نشان دکھایا۔ "پاک دھرتی کی جانب ہجرت کرتے ہوئے موئے ظالم سکھ نے برچھا مارا تھا۔ میرا بھی خون بہا تھا۔ میرے اماں ابا کا خون بھی اس زمین میں شامل ہے۔ اس وطن کی قربانی کی چوٹیں ہیں لیکن اتنا درد دشمن کے زخموں کا نہیں ہوا تھا سبز ہلالی پرچم کو یہاں وہاں کیچڑ میں پڑا دیکھ کر۔"

اتنا کہہ کر وہ انجان سی بڑھیا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

لائبہ سن بیٹھی تھی۔ پھر وہ ایک دم اٹھی اور باہر نکل گئی۔ لان کی کیاریوں میں کل کی لگی ہوئی جھنڈیاں اب ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔ جب تک اس نے ساری جھنڈیاں اٹھا کر سنبھالیں بڑھیا نہ جانے کب سے جا چکی تھی۔ لیکن لائبہ کو ایک ایسا پیغام دے گئی تھی جس اب اس کے دل سے کبھی نہیں نکل سکتا تھا۔

پاکستان کے مختلف شہروں کے نام کیسے رکھے گئے؟

صائمہ اکرم خان۔لاہور

مختلف شہروں یا علاقوں کے نام بڑے دلچسپ اور کئی لوگوں کیلئے حیران کن ہوتے ہیں اور ان ناموں کے پیچھے پوری داستان چھپی ہوتی ہے جو بہت سے لوگوں کو معلوم نہیں ہوتی، ایسے ہی پاکستان کے کچھ بڑے شہروں کے نام کیسے پڑے، کچھ معلومات پیش ہیں۔

اسلام آباد:

اس کا نام مسلمانانِ پاکستان کے مذہب اسلام کے نام پر اسلام آباد رکھا گیا۔ 1959ء میں مرکزی دارالحکومت کا علاقہ قرار پایا۔

راولپنڈی:

یہ شہر راول قوم کا گھر تھا۔ چودھری جھنڈے خان راول نے پندرہویں صدی میں باقاعدہ اس کی بنیاد رکھی۔

کراچی:

تقریباً 220 سال پہلے یہ ماہی گیروں کی بستی تھی۔ کلاچو نامی بلوچ کے نام پر اس کا نام کلاچی پڑ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ کراچی بن گیا۔ کراچی کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ایک عورت کے نام پر ہے جو کہ ماہی گیر تھیں جسے مائی کولاچی کہا جاتا ہے اور اس کے نام سے آج تک کراچی میں ایک شاہراہ ہے۔۔ انگریز اسے کولاچی کے بجائے کوراچی کہتے تھے جو کہ بعد مین کراچی بن گیا۔

1925ء میں اسے شہر کی حیثیت دی گئی۔ 1947ء سے 1959ء تک یہ پاکستان کا دارالحکومت رہا۔

ملتان:

کہا جاتا ہے کہ اس شہر کی تاریخ 5 ہزار سال قدیم ہے۔ البیرونی کے مطابق اسے ہزاروں سال پہلے آخری کرت سگیا کے زمانے میں آباد کیا گیا۔ اس کا ابتدائی نام "کیساپور" بتایا جاتا ہے۔

کتبِ تاریخ میں ہے کہ ایک قوم جس کا نام مالی تھا یہاں آکر آباد ہوئی اور سنسکرت میں آباد ہونے کو استھان کہتے ہیں یوں اس کا نام مالی استھان پڑھ گیا جو بعد میں بدل کر مالی تان بن گیا پھر وقت کے ساتھ ساتھ مالیتان، مولتان اور اب ملتان بن گیا ہے۔

لاہور:

لاہور کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس شہر کو پرانے زمانے میں لوپور کہا جاتا تھا کیونکہ اس کو لوہ نے آباد کیا تھا اور اس کے جڑوے بھائی کُش نے قصور کو آباد کیا تھا۔ لوہ اور کُش

دونوں ہندو دیوتا رام کے دو بیٹے تھے جن کا ذکر ہندو مذہبی کتاب راماین میں تفصیل سے ہوا ہے۔ اس شہر کا پرانا نام لوپور (معنی: لو کا علاقہ / شہر) ہوا کرتا تھا بعد میں اسے لاہور کہا جانے لگا، لاہور دو الفاظوں کا مرکب ہے ہے یعنی لوہ یا لاہ جس کا مطلب لَو اور آور جس کا مطلب قلعہ ہے، یعنی لاہور کا مطلب لو کا قلعہ ہے۔

اس کے علاوہ لاہور کے بارے میں سب سے پہلے چین کے

باشندے سوزوزینگ نے لکھا جو ہندوستان جاتے ہوئے لاہور سے 630 عیسوی میں گزر رہے تھے۔ اس شہر کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں عوام میں مشہور ہے کہ رام چندر جی کے بیٹے "لوہو" یا لَو نے یہ بستی آباد کی تھی۔ قدیم ہندو "پرانوں" میں لاہور کا نام "لوہ پور" یعنی لوہ کا شہر ملتا ہے۔ راجپوت دستاویزات میں اسے "لوہ کوٹ" یعنی لوہ کا قلعہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔

قصور:

بیاس کی 470 کلو میٹر یعنی 290 میل لمبائی تھی۔ اس کے قرب وجوار میں سیکڑوں چھوٹی بڑی بستیاں آباد تھیں۔ ہر آبادی کا اپنا مکھیا ہوا کرتا تھا جسے راجہ مہاراج بادشاہ وغیرہ کا درجہ حاصل ہوتا تھا۔ تگڑا بادشاہ دوسری بستیوں پر قبضہ جما کر اپنی سلطنت میں اضافہ کرلیتا تھا۔ ہر ریاست یعنی بستی کے اپنے اصول طور انداز اور نام ہوتے تھے لہذا اس عہد کے حساب سے ساری ولاءتوں کو قصور کا نام نہیں دیا جا سکتا گو کہ وہ آج قصور کا حصہ ہیں۔ آج کی زبان میں اور آسانی کے لیے اسے قصور کا نام دیا جاسکتا ہے۔ انجینئر اناتک از گرو گوبند سنگھ کے مطابق قصور کشا بن شری رام نے بنایا جبکہ لاہور لاوا (لوہ) بن شری رام نے بنایا۔ یہ اس ایریا کی الگ الگ دو ولاءتیں تھیں نا کہ پورا ایریا۔ یہ دونوں بڑے زبردست یودھا تھے۔ انھوں نے اور بعد میں ان کی اولادوں نے دور نزدیک کے ممالک پر تسلط حاصل کر لیا۔ اس حوالہ سے انھیں بھی قصور یا لاہور کہا جانے لگا۔ بعد ازاں قصور کے راجے نے لاہور پر قبضہ جمالیا اور لاہور قصور کا حصہ قرار پایا۔

حیدر آباد:

اس کا پرانا نام نیرون کوٹ تھا۔ کلہوڑوں نے اسے حضرت علیؓ کے نام سے منسوب کر کے اس کا نام حیدر آباد رکھ دیا۔ اس کی بنیاد غلام کلہوڑا نے 1768ء میں رکھی۔ 1843ء میں

انگریزوں نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اسے 1935ء میں ضلع کا درجہ ملا۔ پشاور پیشہ ور لوگوں کی نسبت سے اس کا نام پشاور پڑ گیا۔ ایک اور روایت کے مطابق محمود غزنوی نے اسے یہ نام دیا۔

سکھر:

سکھر شہر ایک قدیمی شہر ہے اس کا نام سکھر شاید پراکرت زبان کا لفظ ہے یعنی راپر پیش سے جس کا مطلب ہے "اعلی" اس کا یہ نام شاید اس وجہ سے پڑا ہو کہ سندھ کا حکمران طبقہ یہیں پر ہوتا تھا اس کا ایک اور نام بھی ملتا ہے جو کہ دریاء ڈنو ہے یعنی دریاء کا چھوڑا ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ جھاں آج کل سکھر شہر آباد ہے وہاں پر کبھی دریاء بہتا تھا۔ عربوں کے وقت اس کا نام بھکر بھی بتایا جاتا تھا۔ شہر اروڑ جس کو فتح کر کہ محمد بن قاسم نے سندہ پر اسلام کا جھنڈا لھرایا تھا وہ بھی اسی کے ساتھ ہی ہے جسے آج کل روہڑی کہتے ہیں۔ مغل حکمرانوں کے دور میں اس شہر نے خاصی ترقی کی۔ واللہ عالم

کوئٹہ:

لفظ کوئٹہ، کواٹا سے بنا ہے۔ جس کے معنی قلعے کے ہیں۔

گرتے بگڑتے یہ کواٹا سے کوئٹہ بن گیا۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ:

اس شہر کا نام ایک سکھ "ٹیکو سنگھ" کے نام پہ ہے "ٹوبہ" تالاب کو کہتے ہیں یہ درویش صفت سکھ ٹیکو سنگھ شہر کے ریلوے اسٹیشن کے پاس ایک درخت کے نیچے بیٹھا رہتا تھا اور ٹوبہ یعنی تالا ب سے پانی بھر کر اپنے پاس رکھتا تھا اور اسٹیشن آنے والے مسافروں کو پانی پلایا کرتا تھا سعادت حسن منٹو کا شہرہ آفاق افسانہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ" بھی اسی شہر سے منسوب ہے۔

سرگودھا:

یہ سر اور گودھا سے مل کر بنا ہے۔ ہندی میں سر، تالاب کو کہتے ہیں، گودھا ایک فقیر کا نام تھا جو تالاب کے کنارے رہتا تھا۔ اسی لیے اس کا نام گودھے والا سر بن گیا۔ بعد میں سرگودھا کہلایا۔ 1930ء میں باقاعدہ آباد ہوا۔

بہاولپور:

نواب بہاول خان کا آباد کردہ شہر جو انھی کے نام پر بہاولپور کہلایا۔ مدت تک یہ ریاست بہاولپور کا صدر مقام رہا۔ پاکستان کے ساتھ الحاق کرنے والی یہ پہلی رہاست تھی۔ ون یونٹ کے قیام تک یہاں عباسی خاندان کی حکومت تھی۔

فیصل آباد:

اسے ایک انگریز سر جیمز لائل (گورنر پنجاب) نے آباد کیا۔ اس کے نام پر اس شہر کا نام لائل پور تھا۔ بعدازاں عظیم سعودی فرماں روا شاہ فیصل شہید کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔

رحیم یار خاں:

بہاولپور کے عباسیہ خاندان کے ایک فرد نواب رحیم یار خاں عباسی کے نام پر یہ شہر آباد کیا گیا۔ عبدالحکیم جنوبی پنجاب کی ایک روحانی بزرگ ہستی کے نام پر یہ قصبہ آباد ہوا۔ جن کا مزار اسی قصبے میں ہے۔

ساہیوال:

یہ شہر ساہی قوم کا مسکن تھا۔ اسی لیے ساہی وال کہلایا۔ انگریز دور میں پنجاب کے انگریز گورنر منٹگمری کے نام پر "منٹگمری" کہلایا۔ نومبر 1966ء صدر ایوب خاں نے عوام کے مطالبے پر اس شہر کا پرانا نام یعنی ساہیوال بحال کر دیا۔

سیالکوٹ:

2 ہزار قبل مسیح میں راجہ سلکوٹ نے اس شہر کی بنیاد رکھی۔ برطانوی عہد میں اس کا نام سیالکوٹ رکھا گیا۔

گوجرانوالہ:

ایک جاٹ سانہی خاں نے اسے 1365ء میں آباد کیا اور اس کا نام "خان پور" رکھا۔ بعدازاں امرتسر سے آکر یہاں آباد ہونے والے گوجروں نے اس کا نام بدل کر گوجرانوالہ رکھ دیا۔

شیخوپورہ:

مغل حکمران نورالدین سلیم جہانگیر کے حوالے سے آباد کیا جانے والا شہر۔ اکبر اپنے چہیتے بیٹے کو پیار سے "شیخو" کہہ کر پکارتا تھا اور اسی کے نام سے شیخوپورہ کہلایا۔

ہڑپہ:

یہ دنیا کے قدیم ترین شہر کا اعزاز رکھنے والا شہر ہے۔ ہڑپہ،

ساہیوال سے 12 م یل کے فاصلے پر واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ موہنجوداڑو کا ہم عصر شہر ہے۔ جو 5 ہزار سال قبل اچانک ختم ہوگیا۔ رگِ وید کے قدیم منتروں میں اس کا نام "ہری روپا" لکھا گیاہے۔ زمانے کے چال نے "ہری روپا" کو ہڑپہ بنادیا۔

ٹیکسلا:

گندھارا تہذیب کا مرکز۔ اس کا شمار بھی دنیا کے قدیم ترین شہروں میں ہوتا ہے۔ یہ راولپنڈی سے 22 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ 326 قبل مسیح میں یہاں سکندرِ اعظم کا قبضہ ہوا تھا۔

پتوکی:

پتوکی پاکستان کا واحد شہر ہے جس میں پھولوں کی مارکیٹ ہے۔ اسی وجہ سے اس شہر کو "پھولوں کا شہر" بھی کہا جاتا ہے۔

بہاولنگر:

ماضی میں ریاست بہاولپور کا ایک ضلع تھا۔ نواب سر صادق محمد خاں عباسی خامس پنجم کے مورثِ اعلیٰ کے نام پر بہاول نگر نام رکھا گیا۔

مظفر گڑھ:

والئی ملتان نواب مظفر خاں کا آباد کردہ شہر۔ 1880ء تک اس کا نام "خان گڑھ" رہا۔ انگریز حکومت نے اسے مظفر گڑھ کا نام دیا۔

میانوالی:

ایک صوفی بزرگ میاں علی کے نام سے موسوم شہر "میانوالی" سولھویں صدی میں آباد کیا گیا تھا۔

ڈیرہ غازی خان:

ڈیرہ غازی خان کی دھرتی تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے مشہور رہی ہے، پندرھویں (15) صدی عیسوی میں بلوچ قبائل نے اس دھرتی کو اپنا مستقر بنایا۔ ایک ممتاز بلوچ سردار میر حاجی خان میرانی نے اپنے لاڈلے بیٹے غازی خان کے نام پر دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر ڈیرہ

غازی خان کی بنیاد رکھی۔ ڈیرہ کا لفظ فارسی سے نکلا ہے جس کے معنی رہائش گاہ ہے۔

پاکستان کا یہ شہر اس حوالے سے خصوصیت کا حامل ہے کہ اس کی سرحدیں چاروں صوبوں سے ملتی ہیں۔

جھنگ:

یہ شہر کبھی چند جھونپڑیوں پر مشتمل تھا۔ اس شہر کی ابتدا صدیوں پہلے راجا سرجا سیال نے رکھی تھی اور یوں یہ علاقہ ”جھگی سیال“ کہلایا۔ جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جھنگ سیال بن گیا اور پھر صرف جھنگ رہ گیا۔

پاکپتن:

پاکپتن کا معروف قدیمی نام اجودھن تھا۔ بعض روایات کے مطابق اسے کٹورہ کہا جاتا تھا جو بابا فرید کی آمد سے پہلے ہندوؤں کا مقدس شہر تھا۔ 1235ء میں بابا فرید الدین گنج شکر نے اجودھن کو اپنا مسکن بنایا تو آپ کی نسبت سے اجودھن کا نام بدل کر پاکپتن کر دیا گیا۔

عارف والا:

انیسویں صدی عیسوی تک عارف والا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس کو چک 61 ای بی کہتے تھے، جس کا نام بعد میں وہاں کے مشہور زمیندار عارف کے نام عارف والا رکھا گیا۔

1908ء میں ڈپٹی گورنر ہربرٹ نے عارف والا کے نام سے شہر کی بنیاد رکھی جس کو 1995ء میں پاکپتن کی تحصیل کا درجہ دیا گیا۔

یہ وطن تمھارا ہے، تم ہو پاسباں اس کے

یہ وطن تمہارا ہے ، تم ہو پاسباں اس کے
یہ چمن تمہارا ہے ، تم ہو نغمہ خواں اس کے
اس چمن کے پھولوں پر رنگ و آب تم سے ہے
اس زمیں کا ہر ذرہ ، آفتاب تم سے ہے
یہ فضا تمہاری ہے ، بحرو بر تمہارے ہیں
کہکشاں کے یہ جادے رہگذر تمہارے ہیں
اس زمیں کی مٹی میں خون ہے شہیدوں کا
ارض پاک مرکز ہے قوم کی امیدوں کا
نظم و ضبط کو اپنا میر کارواں جانو
وقت کے اندھیروں میں اپنا آپ پہچانو
یہ زمیں مقدس ہے ماں کے پیار کی صورت
اس چمن میں تم سب ہو برگ و بار کی صورت

دیکھنا گنوانا مت دولت یقیں لوگو
یہ وطن امانت ہے اور تم امیں لوگو
میر کارواں ہم تھے، روح کارواں تم ہو
ہم تو صرف عنواں تھے ، اصل داستاں تم ہو
نفرتوں کے دروازے خود پہ بند ہی رکھنا
اس وطن کے پرچم کو سربلند ہی رکھنا
یہ وطن تمہارا ہے ، تم ہو پاسباں اس کے
یہ چمن تمہارا ہے تم ہو نغمہ خواں اس کے
یہ وطن ہمارا ہے
ہم ہیں پاسباں اس کے

خوبیاں پاکستان کی!

عائشہ نعیم ۔ کراچی

1۔ پاکستان پہلا اور واحد اسلامی ملک ہے جو ایٹمی طاقت بنا۔

2۔ پاکستان کے قومی ترانے کی دھن دنیا کی تین بڑی دھنوں کی درجہ بندی میں پہلے نمبر پر ہے۔۔

3۔ ایئر کموڈور محمّد محمود عالم نے ایک منٹ کے اندر اندر انڈیا کے 5 جنگی جہاز مار گرائے تھے جن میں پہلے چار جہاز صرف 30 سیکنڈز میں مار گرائے تھے جو کہ ایک عالمی ریکارڈ ہے۔

4۔ پاکستان کو اگلے گیارہ ممالک کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے، گیارہ ممالک جو بریکس کی فہرست میں شامل ہیں جو کہ اکیسویں صدی کی بڑی معیشت حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

5۔ دنیا کی دوسری اور نویں بلند پہاڑی چوٹیاں کے ٹو اور ننگا پربت پاکستان میں ہیں۔

6۔ پاکستان آبادی کے اعتبار سے دنیا کا چھٹا بڑی آبادی والا ملک ہے۔

7۔ پاکستان مسلمان اکثریت کے اعتبار سے دوسرا بڑا ملک ہے۔

8۔ تربیلا ڈیم رقبے کے لحاظ سے دنیا کا سب سے وسیع اور دوسرا بڑا ڈیم ہے۔

9۔ ایدھی فاونڈیشن دنیا کی سب سے بڑی ایمبولینس نیٹ ورک چلاتی ہے۔

10۔ براعظم ایشیا کا سب سے بڑا ریلوے سٹیشن پاکستان میں واقع ہے

11۔ سائنسدانوں اور انجینیرز کے لحاظ سے دنیا کا ساتواں بڑا خطہ جی ہاں آپکا پاکستان آپکی مٹی ہے۔

12۔ دنیا کی بہترین فضائی فورسز میں پاکستانی ماہر پائلٹس کا شمار ہوتا ہے۔

13۔ دنیا کی سب سے بڑی سمندری بندرگاہ گوادر ہے۔

14۔ پوری دنیا کے تقریباً 50 فیصد فوٹ بالز پاکستان میں بنتے ہیں۔

15۔ پاکستان اور چین کو جوڑنے والی شاہراہ قراقرم دنیا کی سب سے بڑی ہموار بین الاقوامی سڑک ہے۔

16۔ دنیا کی دوسری بڑی نمک کی کان کھیوڑہ پاکستان میں ہے۔

17۔ دنیا کا بلند ترین پولو گراونڈ شندور پاکستان میں واقع ہے، جس کی بلندی 3700 میٹر ہے۔

18۔ پاکستان میں دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام ہے۔

19۔ دنیا میں سب سے زیادہ پہاڑی سلسلے پاکستان میں ہیں۔

سری لنکن تامل ٹائیگرز دنیا کی سب سے خطرناک دہشت گرد تنظیم تھی۔ تمام دنیا کی فورسسز نے مل کر ان کے ساتھ نو سال جنگ لڑی تھی۔ تامل ٹائیگرز کے ساتھ طیارے اور ٹینک کی بہتات تھی۔ نو سال میں تمام دنیا کی افواج ان کو شکست نہ دی سکی۔ پاک آرمی نے صرف چار سال کے اندر اندر تامل ٹائیگرز کا نام ونشان ایسے مٹایا کہ اب تامل ٹائیگرز مکمل ختم ہے۔

20۔ پاکستان میزائل ٹیکنالوجی دنیا کی سب سے بہترین میزائل ٹیکنالوجی میں سے ایک ہے، جب سے یہ ملک ایٹمی طاقت بنا ہے تب سے بہت سے میزائل بہت ہی کم وقت میں تیار کیے ہیں۔

21۔ پاکستان دنیا کے سب سے بہترین جنگی جیٹ طیاروں کا صنعت کار ہے۔

22۔ پاکستان دنیا کا بڑا سر جیکل آلات بر آمد کرنے والا ملک ہے۔

24۔ یورپین کاروباری انتظامیہ ادارے کی درجہ بندی کے مطابق 125 ممالک میں سے پاکستان چوتھا سب سے زیادہ ذہین لوگوں والا ملک ہے۔

25۔ تمام ممالک کے پرچموں میں پاکستان کا جھنڈا خوبصورتی کے لحاظ سے پانچویں نمبر پہ ہے۔

کسی پہاڑ یا جھیل سے بہت سا پانی نکل کر خشکی پر دور تک بہتا چلا جاتا ہے تو اسے دریا کہتے ہیں۔ دریا تو کسی دوسرے دریا سے جا ملتا ہے۔ یا کسی بحر یا بحیرے میں جا گرتا ہے۔ دریا بذات خود مستقل بھی ہوتے ہیں اور معاون بھی ایک دریا دوسرے دریا میں جا گرے تو معاون کہلاتا ہے۔ آج ہم آپ کو پاکستان کے چند دریاؤں کے بارے میں بتائیں گے کہ وہ کہاں سے نکلتے ہیں یا کس سے جا ملتے ہیں؟

دریائے سندھ:

دریائے سندھ پاکستان کا سب سے بڑا اور اہم دریا ہے۔ دریائے سندھ کی شروعات تبت کی ایک جھیل مانسرور کے قریب سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد دریا بھارت اور پاکستان کشمیر سے گزرتا ہوا صوبہ سرحد میں داخل ہوتا ہے۔ صوبہ سرحد میں اسے اباسین بھی کہتے ہیں جس کا مطلب ہے دریاؤں کا باپ۔ دریائے سندھ کو شیر دریا بھی کہا جاتا ہے۔ صوبہ سرحد میں دریا پہاڑوں سے میدانوں میں اتر آتا ہے اور اس کے بعد صوبہ پنجاب اور سندھ سے گزرتا ہوا کراچی کے قریب بحیرہ عرب میں گرتا ہے۔

پاکستانی دریا اور ان کا نظام

مہر النساء حیدر۔ اسلام آباد

دریائے بیاس:

دریائے بیاس کوہ ہمالیہ سے نکلتا ہے اور مشرقی پنجاب "بھارت" کے اضلاع امرتسر اور جالندھر کے درمیان سے گزرتا ہوا فیروز پور کے قریب دریائے ستلج سے مل جاتا ہے۔ پھر مؤخر الذکر نام سے پاکستان میں داخل ہوتا ہے۔ 326 ق م میں سکندر اعظم کی فوجیں

یہاں آکر رک گئیں تھیں۔

دریائے جہلم:

دریائے جہلم کوہ ہمالیہ میں چشمہ ویری ناگ سے نکل کر سری نگر کی ڈل جھیل سے پانی لیتا ہوا پاکستان میں داخل ہوتا ہے اور جنوب مغرب کو بہتا ہوا تریموں کے مقام پر یہ دریائے چناب سے مل جاتا ہے۔ یہ مغربی پنجاب کے دریاؤں میں سے اہم دریا ہے۔ یہ سارے دریا پنج ند کے قریب دریائے سندھ میں مل جاتے ہیں۔ رسول کے مقام پر دریائے سندھ سے نہر لوئر جہلم نکالی گئی ہے جو ضلع شاہ پور کو سیراب کرتی ہے۔ رسول کی پن بجلی کا منصوبہ اسی کے مرہون منت ہے۔ نہر اپر جہلم منگلا "آزاد کشمیر" کے مقام پر سے نکالی گئی ہے۔ اور ضلع گجرات کے بعض علاقوں کو سیراب کرتی ہے۔ آب پاشی کے علاوہ ریاست کشمیر میں عمارتی لکڑی کی برآمد کا سب سے بڑا اور آسان ذریعہ یہی دریا ہے۔ سکندر اعظم اور پورس کی لڑائی اسی دریا کے کنارے لڑی گئی تھی۔ سکندر اعظم نے اس فتح کی یادگار میں دریائے جہلم کے کنارے دو شہر آباد کیے۔ پہلا شہر بالکل اسی مقام پر تھا جہاں لڑائی ہوئی تھی۔ اور دوسرا دریا کے

اس پار یونانی کیمپ میں بسایا گیا تھا۔ اس شہر کو سکندر اعظم نے اپنے محبوب گھوڑے بیوسیفاتس سے منسوب کیا جو اس لڑائی میں کام آیا تھا۔

دریائے حب:

دریائے حب پاکستان میں کراچی کے قریب واقع ایک چھوٹا دریا ہے۔ یہ بلوچستان کے ضلع لسبیلہ میں کوہ کیر تھر سے شروع ہو کر بحیرہ عرب میں گرتا ہے۔ اپنے آخری حصے میں یہ دریا صوبہ بلوچستان اور صوبہ سندھ کے مابین سرحد بناتا ہے۔ 1981ء میں اس دریا پر ایک ڈیم بنایا گیا جسے حب ڈیم کہتے ہیں۔ یہ ڈیم لسبیلہ کے لیے آبپاشی اور کراچی کے لیے پینے کا پانی فراہم کرتا ہے۔

دریائے استور:

دریائے استور (Astore River) دریائے سندھ کا ایک معاون دریا ہے جو کہ وادی استور میں سے بہتا ہے۔ دریا درہ برزل کی مغربی ڈھلان سے شروع ہوتا ہے۔ دریائے استور دریائے گلگت کو متناسقات کے مقام پر ملتا ہے۔

دریائے باڑہ:

دریائے باڑہ (Bara River) (پشتو: سیند باڑہ) خیبر ایجنسی، خیبر پختونخوا، پاکستان میں ایک دریا ہے۔ دریائے باڑہ کی ابتداء وادی تیراہ، تحصیل باڑہ، خیبر ایجنسی سے ہوتی ہے۔ یہ دریائے کابل جو کہ ورسک ڈیم سے نکلتا ہے میں شامل ہونے کے بعد پشاور میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کا رخ شمال مشرقی سمت میں ضلع نوشہرہ کی طرف ہوتا ہے۔

دریائے توی:

دریائے توی (Tawi River) ایک ایسا دریا ہے کہ جموں شہر میں بہتا ہے۔ عام طور پر بھارت میں دیگر دریاؤں کے طرح دریائے توی بھی مقدس سمجھا جاتا ہے۔ دریائے توی کی لمبائی 141 کلو میٹر (88 میل) ہے۔ دریا 300 میٹر (980 فٹ) جموں شہر کے پل کے قریب وسیع ہے۔ جموں شہر کے بعد یہ پاکستان میں پنجاب کے دریائے چناب میں شامل ہو جاتا ہے۔ دریائے توی دریائے چناب کا بائیں کنارے پر ایک اہم معاون دریا ہے۔

دریائے جندی:

دریائے جندی (River Jindi) جسے کوٹ اور منظری بابا کے طور پر بھی جانا جاتا ہے پاکستان کے شمالی علاقے مالاکنڈ، چارسدہ، خیبر پختونخوا سے شروع ہونے والا ایک دریا ہے۔ سال کے ابتدائی مہینوں کے دوران دریائے جندی میں بہت ہی محدود پانی ہوتا ہے، لیکن موسم گرما کے مہینوں اس میں کافی برساتی پانی موجود ہوتا ہے۔ دریائے کابل اور دریائے جندی کے ارد گرد کے علاقوں کا شمار خیبر پختونخوا کے سب سے زیادہ سنچائی والے علاقوں میں کیا جاتا ہے۔

دریائے روپل:

دریائے روپل (Rupal River) شمالی پاکستان میں روپل گلیشیر سے شروع ہونے والی ایک برفانی ندی ہے۔ یہ وادی روپل میں نانگا پربت کے جنوب میں بہتی ہے۔ اسکے بعد یہ دریائے استور میں مل جاتی ہے۔

دریائے شنگھو:

دریائے شنگھو (Shingo River) سرو دریا کا ایک معاون دریا ہے اور لداخ کے علاقے میں بہتا ہے۔ دریائے شنگھو بھارت سے پاکستان میں آزاد کشمیر کے مقام پر داخل ہوتا ہے اور دراس ندی سے ملتا ہے جو کہ کارگل سے 5 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ دریائے شنگھو کا پانی لداخ میں دیگر دریاؤں سے صاف ہے کیونکہ یہ برف پگھلنے سے تشکیل میں آتا ہے۔

سب سے پہلے میرے پیارے تمام پڑھنے والوں کو * جشن آزادی مبارک * ہو کیونکہ 14 اگست ہمارا یوم آزادی ہے۔ اور ایک نئی اسلامی ریاست کے وجود میں آنے کا دن ہے۔ 14 اگست 1947ء کو پاکستان کے نام سے مسلمانان برصغیر نے نئے سفر کا آغاز کیا تھا۔ اس خوب صورت اور عظیم دن کی خوشیوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش ہے گرما گرم گلاب جامن کی میٹھی و لذیذ ریسپی تو دیر کس بات کی! لے جائیں تشریف اپنے باورچی خانہ کی طرف اور بنائیں گلاب جامن!

گرما گرم گلاب جامن

فاطمۃ الزاھراء

اشیاء:

خشک دودھ: 1 کپ

میدہ: آدھا کپ (چھنی سے چھان لیں)

بیکنگ پاؤڈر: 1 چائے کا چمچہ

سوجی: آدھا کپ

پھیکا کھویا: آدھا کپ

ہری الائچی: 8 سے 10 عدد دانے نکال کر باریک پیس لیں

انڈا: 1 عدد پھینٹا ہوا

تیل: دو کھانے کے چمچے

سب سے پہلے کھوئے کو ہاتھ سے اچھی طرح مسل لیں پھر اس میں الائچی، میدہ، سوجی، خشک دودھ، بیکنگ پاؤڈر مکس کر کے تیل اور انڈے سے اس آمیزے کو گوندھ کر مسل لیں تاکہ گھٹلی اں ختم ہو جائے۔ پھر چھوٹی چھوٹی ڈو بنائیں۔ اسکے بعد فرائی کرنے کے لئے 2 کپ تیل درمیانی آنچ میں گرم کر کے احتیاط کے ساتھ گلاب جامن ڈال کر فرائی کریں۔ ایک ساتھ بہت زیادہ ڈو نہ ڈالیں اوپر سے ہلکا ہلکا چمچہ سے ہلاتے رہے جب ہر طرف سے گہرے براون ہو جائے تو نکالیں۔

شیرا بنانے کے لئے:

چینی: 2 کپ

پانی: 1 1/2 کپ

پانی میں چینی ملا کر ہلکی آنچ پر شیرے کو گاڑھا ہونے تک پکائیں چاھیے تو زعفران کے چند قطرے شامل کریں۔

پھر گلاب جامن کو شیرے میں ڈال کر ہلکی آنچ میں دم پر رکھ دیں۔ جب نرم ہو جائے تو شیرے سے نکال لیں اور چاندی کے ورق لگا کر مزے دار گلاب جامن کو سرو کر کے لطف اندوز ہو۔ اور ہاں مجھے دعاؤں میں یاد رکھیں۔

آپ کا پیغام، پاکستان کے نام

- ”السلام علیکم! میں ام شفاء ہوں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ملک کو ہر قسم کی مشکلات سے بچائیں۔ آمین!“ (ام شفاء، راولپنڈی)
- ”وہ قانون چاہیے جس میں غریب بھی کھل کر جی سکے، اسے کسی کا ڈر نہ ہو، عدل و انصاف کا بول بالا ہو، عورت کو عزت ملے، گستاخی کرنے والے کو قانون کے مطابق سزا دی جائے، مکمل شرعی پردہ ہو، ہر نماز کے لیے دکانیں بند ہوں، جمعہ کو چھٹی ہو۔ اللہ اس میں خلافت راشدہ والا نظام نافذ کر دے۔ اے اللہ، اے اللہ میرے ملک کی حفاظت فرما۔ آمین ثم آمین یارب العالمین!“ (پیارے حیدری، المملکۃ السعودیۃ العربیہ)

- ”خدا کرے کے میری ارض پاک پہ اترے
وہ فصل گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو“
(فیصل مغل، کوٹ ادو)
- ”اے پاکستان تم جیتے رہو، آزاد رہو۔ شکریہ پاکستان۔“ (ارسل، گجرات)
- ”اللہ پاکستان کو حفظ و امان میں رکھے۔“ (سیف، کرک)
-
- ”میری دعا ہے کہ اللہ پاکستان کو ترقی یافتہ اور کامیاب ملک بنائے، امن کا گہوارہ بنائے۔“ (شہباز نیازی، حیدر آباد)
- ”1947 کا وعدہ پورا نہ ہونے پر ہم شرمندہ ہیں۔ مگر ہم پر امید ہیں انشاء اللہ ایک دن ضرور آئے گا جب حقیقت میں پاکستان کا مطلب کیا۔۔۔ لا الہ الا اللہ ہو گا!“ (فراست علی گل، اسلام آباد)

- ”یااللہ! ہمارے پاک وطن میں اللہ اور اس کے رسول کا قانون نافذ فرما کر ”لا الہ الا اللہ“ کا مطلب بلند فرما! آمین۔“ (ام حسن، کراچی)
- ”اللہ پاکستان کو قائم رکھیں اور پاکستان خوب ترقی کرے۔ آمین“ (عذرا غفار، نیویارک)
- ”میرا نام عامر سہیل خان ولد فرزند علی خان ہے۔ میں قوم غیرت خیل غوریوالا بنوں سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرا پیغام اپنے پیارے ملک پاکستان کیلئے۔۔ اے میرے وطن! جس طرح ہمارے باپ اور ماؤں کے خون سے اللہ نے آپ کو آزاد کیا تھا۔ اسی طرح جب تک میں زندہ رہوں گا۔ آپکی مٹی کو ناپاک نہیں ہونے دوں گا۔ میری دُعا ہے کہ آپ کی مٹی پر قیامت تک ہمارے مومن مسلمان سجدہ کرے اور آپ کی فضا قیامت تک اذانوں کی آوازوں سے گونجتی رہے۔“(عامر سہیل خان قوم غیرت خیل غوریوالا بنوں)
- ”اے وطن تونے پکارا تو لہو بول اٹھا۔۔ تیرے بیٹے تیرے جانباز چلے آتے ہیں۔“ (فاروق کنبھر، سندھ)
- ”اللہ تعالی ہمارے اس اسم با مسمی وطن عزیز ملک پاکستان کو تمام داخلی و خارجی فتنوں سے محفوظ فرمائے اور اسے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین“ (مفتی محمد وقاص، رفیع فتح جنگ)
- ”یااللہ میرے پیارے وطن پاکستان کو ہمیشہ قائم و دائم رکھنا۔ یااللہ میرے پیارے وطن پاکستان کو امن کا گہوارہ بنانا۔ شرروں کے شر حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھنا۔ یااللہ میرے پیارے وطن پاکستا ن کو اسلام کا قلعہ بنانا۔ سارے عالم کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنانا۔ اے میرے پیارے وطن پاک وطن پاک چمن! “ (ابرار سلطان، کوہاٹ)
- ”اللہ سے دعا ہے کہ میرے ملک کے لوگون میں سیاسی شعور اور ایمانداری و دیانتداری کا جذبہ پیدا ہو جائے۔“ (جاوید، دیر۔ کے پی کے)

- ”وطن کے دشمنوں کو ہم کبھی ہمدم نہیں رکھتے
ہم اپنے ملک سے اونچا کوئی پرچم نہیں رکھتے
تلاشی شوق سے لے لو ہمارے گھر مدرسوں کی
جہاں قرآن رکھتے ہیں وہاں ہم بم نہیں رکھتے“
(عفان قریشی، کراچی)

- ”اللہ پاک میرے ملک کو کوئی ایسا حاکم دے جو شرعی نظام قائم فرمائے اور نوجوانوں میں غیرت وجذبۂ ایمان پیدا فرمائے۔ آمین!“ (مولانا محمد طارق، مانسہرہ)

”خدا کرے میری ارض پاک پر اترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھِلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
یہاں جو سبزہ اُگے وہ ہمیشہ سبز رہے
اور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو
گھنی گھٹائیں یہاں ایسی بارشیں برسائیں
کہ پتھروں کو بھی روئیدگی محال نہ ہو“ (محمد بلال معاویہ سرگودھا)

- ”اے وطن عزیز تو رہتی دنیا تک قائم ودائم رہے۔ تو اسلام کی خدمت کے لیے صدا زندہ رہے۔ تیری سرحدیں تیری فوج تیرے لوگ، تیرے علماء، تیرے دریا، تیرے سمندر، تیرے کھیت، تیرا گاؤں گاؤں شہر شہر صدا آباد رہیں۔ آمین!“
(سعدیہ رشید، لاہور)

- ”اللہ پاک وطن کو ہمیشہ پاک وسلامت اور دشمن کی بری نگاہ سے محفوظ رکھے اور اللہ کرے وطن عزیز دن دگنی رات چگنی ترقی کے راہ پر گامزن ہو۔“ (سعید مہر مینگل، چاغی بلوچستان)

- ”70 سال پہلے ہم انگریز کے غلام تھے لیکن ہمارے ذہن آزاد تھے اور آج ہم انگریز کے ذہنی غلام ہیں۔ اس ذہنی غلامی کو اپنے اندر سے ختم کرنا ہوگا۔ پھر ہی ہم حقیقت میں آزاد ہو سکتے ہیں۔“(رافع علی، چکوال)
- ”پاکستان! ہم رہیں نہ رہیں۔۔تو سدا رہے!“ (محمد امجد، مردان)
- اور جو کہتے ہیں پاکستان نہ بنتا تو بہتر تھا کم از کم ہم سیکیولر ملک میں رہتے تو ان کیلیے اتنا کافی ہے کہ ہاں میں پاکستانی ہوں اور مجھے پاکستانی ہونے پر نہ صرف فخر ہے بلکہ یہ پاکستان میرا غرور ہے اور میں اس غرور کا مان ہوں۔

بازو میرا توحید کی قوت سے قوی ہے

اسلام میرا دیس ہے میں مصطفوی ہوں“(سمیع اللہ بن ظہیر، چترال)

- ”وطن سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اللہ ہمارے پیارے وطن پاکستان کو شریرو کے شر سے، فتنہ بازو کے فتنوں سے امان دے اور ہمیں صحیح معنوں میں اپنے پیارے وطن پاکست ان کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ آمین!“ (یاسر فواد، پشاور)
- ”ابھی تک پاؤں سے چمٹی ہیں زنجیریں غلامی کی

دن آجاتا ہے آزادی کا۔ آزادی نہیں آتی!“ (محمد صادق، کراچی)

- ”اللہ تعالی ہمارے وطن کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین!“ (لطیف، حیدر آباد)

- پاکستانیوں یہ ملک اسلام کے نام پہ بنا تھا۔ سنی، شیعہ کے نام پر سطح پہ تفرقہ پھیلانا نہیں۔ اللہ کا وا چھوڑ دو۔“ (ارم، سیالکوٹ)
- ”ہم لائے ہیں طوفان سے

کشتی نکال کے

اس ملک کو رکھنا میرے بچوں سنبھال کے“ (ضیاء الحق، شہداء پور)

”میری طرف سے ان لوگوں کی قربانیوں کو سلام جنھوں نے اس ملک کے لیے قربانی دی اللہ ان کی قربانیوں کو قبول کرے۔

آمین! نوجوانوں سے درخواست ہے کے اپنی توانائی اس کی ترقی کے لیے وقف کریں۔ اور نظام تعلیم بدلنا ہو گا جب تک یہ ٹھیک نہیں ہو گا ملک میں ترقی ہونا مشکل ہے۔" (حافظ محمد حنظلہ، بہاولپور)

- "یہ وطن ہمارا ہے ہم ہیں پاسباں اس کے۔ یہ چمن ہمارا ہے ہم ہیں نغمہ خواں اس کے۔۔ پاکستان زندہ باد!" (صدف بنت عبدالقیوم، اورنگی ٹاؤن کراچی)
- "اگر ہم نے اپنی آنے والی نسلوں کو اپنے وطن کی محبت منتقل نہ کی، پاکستان کی قدر نہ سکھائی تو یقین جانیے میں، آپ اور ہم سب مجرم ہوں گے نہ صرف رب کے، بلکہ ان کے بھی جنہوں نے اس وطن کے لئے خون کے دریا عبور کئے اور نسلوں کی نسلوں کو قربان کر ڈالا۔

- تجھ پہ گر جان ہو فدا۔۔
میں یہ سمجھوں گا
ٹھکانے لگا سرمایہ ء تن!
" (ثناء الٰہی)
- پاکستان ایک عظیم نعمت ہے۔ اس کو تفرقے سے بچانا ہمارا فرض ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اس کو حاصل کرنے میں اپنی جانیں قربانی کی تھیں۔ یہ قربانیاں کسی خاص فرقے کی برتری کے لیے تو نہ تھیں۔ شکریہ پاکستان!" (سید عابد، مردان)
- "اللہ پاک پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنا دیں۔ ہمارے اس عزم کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمالیں۔ آزادی کی نعمت ہمیں اچھے طریقے سے سمجھا دیں۔" (فصیحہ ناز، کراچی)

پاکستانی آم اور ان کی اقسام

ام رافعہ، ملتان

پاکستان متعدد پھلوں خصوصاً آم کی پیداوار کے حوالے سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ پاکستان میں آم کو مٹھاس اور بہترین ذائقے کے سبب پھلوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ پاکستانی آم کے بارے میں دنیا بھر کے زرعی سائنس دانوں کی متفقہ رائے ہے کہ اس سے زیادہ میٹھا اور خوش ذائقہ آم کرہ ارض پر کہیں اور پیدا نہیں ہوتا ہے۔ دنیا کے دیگر ممالک میں پیدا ہونیوالی آموں کی اقسام کے مقابلے میں پاکستانی آم اپنے ذائقے، تاثیر، رنگ اور صحت بخش خوبیوں کے لحاظ سے سب سے منفرد ہیں۔ آم کے پھل کا شمار پاکستان میں پیداوار کے لحاظ سے دیگر پھلوں کی نسبت دوسرے نمبر پر کیا جاتا ہے۔ پاکستان سالانہ تقریباً 18 لاکھ ٹن آم کی پیداوار حاصل کرتا ہے۔ اگرچہ پاکستان کے چاروں صوبوں میں آم کی پیداوار ہوتی ہے، مگر قومی پیداوار کا بڑا حصہ پنجاب اور سندھ سے حاصل ہوتا ہے۔

ملک میں آموں کی دو سو سے زائد اقسام ہیں مگر ان میں سے بیس اقسام کے آم کو تجارتی بنیاد پر کاشت کیا جاتا ہے اور انہیں برآمد کر کے زرمبادلہ کمایا جاتا ہے۔ آموں کی مشہور اقسام میں سندھڑی، نیلم، چونسا، انور رٹول، دوسہری، بیگن پھلی، انفانسو، گلاب خاصہ، زعفران، لنگڑا، سرولی، اور دیسی آم شامل ہیں۔ پاکستان کے علاوہ آم کی کاشت انڈونیشیا، تھائی لینڈ، سویڈن، ڈنمارک، فلپائن، ملائیشیا، سری لنکا، مصر، امریکہ، اسرائیل، فلوریڈا، برازیل اور ویسٹ انڈیز میں کی جاتی ہے۔

پاکستان میں سال 2002 تا 2012ء کے دوران آم کی مجموعی پیداوار بالترتیب دس لاکھ چونتیس ہزار ٹن، دس لاکھ پچپن ہزار ٹن، سولہ لاکھ تہتر ہزار ٹن، سترہ لاکھ ترپین ہزار ٹن، سترہ لاکھ انیس ہزار ٹن، سترہ لاکھ ٹن، اٹھارہ لاکھ دس ہزار ٹن، اٹھارہ لاکھ ٹن اور دس لاکھ ٹن تھی جبکہ میڈیا اطلاعات کے مطابق رواں سال موسم میں ناخوشگواری کے باعث آم کی پیداوار میں ۳۰ فیصد کمی کا سامنا ہے۔ پاکستان سے ساٹھ فیصد آم دبئی برآمد کیا جاتا ہے

اور دیگر ممالک میں سعودی عرب کے علاوہ کویت، مسقط، بحرین، برطانیہ، فرانس، جرمنی، ناروے، ہولینڈ، بیلجیئم، سنگاپور، ملائیشیا اور ہونگ کونگ شامل ہیں۔

ماہرین کے مطابق گزشتہ گیارہ برسوں میں آم کے قابل کاشت رقبہ میں صرف دو فیصد اضافہ ہوا جبکہ پرانے کاشتہ باغات میں کمی آئی ہے۔ 1990ء میں آم کی پیدوار تیرہ لاکھ گیارہ ہزار آٹھ سو بیاسی میٹرک ٹن تھی اور آج بھی پیداور وہی ہے۔ ملک بھر میں آم ایک سو چھپن ہزار ایکڑ رقبے پر کاشت کئے جاتے ہیں، لیکن اکثر علاقوں میں آم کے درختوں کی درست طریقے سے نگہداشت نہ ہونے کے علاوہ کھاد اور اسپرے کے بروقت استعمال میں کوتاہی کے باعث عام کی پیداوار متاثر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ درختوں سے پھل اتارنے کے بعد ہونے والے نقصانات پر قابو پانے کے ناکافی اقدامات، پکنے سے پہلے ہی پھلوں کا اتار لینا، اسٹور تیج تک معیاری ترسیل کیلئے سہولیات کا فقدان اور پھل ذخیرہ کرنے کی غیر مناسب سہولیات ایسے عوامل ہیں جو اندرون ملک اور برآمدی منڈیوں میں آم کی زیادہ سے زیادہ فروخت میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔

آم کی فصل تیار ہونے کے بعد کاشتکار کو آم خراب ہونے کے باعث 30 سے 40 فیصد تک نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے آم کی پیداوار متاثر ہوتی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ باغباں آم کو پکنے کے بعد جدید مشینری کے بجائے ہاتھوں سے اتارتے ہیں جس سے آم کو نقصان پہنچتا ہے اور پیداوار میں کمی ہوتی ہے۔ آم کا بہترین حالت میں رہنے کا عرصہ بہت کم ہوتا ہے جبکہ آم کی فصل کی تیاری کے موسم میں درجہ حرارت 50 ڈگری تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پھلوں کی حفاظت کے لیے سرد خانوں کا معقول انتظام نہ ہونا آم کی پیداوار میں غیر تسلی بخش اضافے کی ایک بڑی وجہ ہے۔ کسانوں نے حکومت کے عدم تعاون پر آموں کی کاشتکاری کم کر دی ہے۔ ساتھ ساتھ ایئر لائن اور شپنگ کمپنیز کی جانب سے فریٹ چارجز میں مسلسل اضافے کے باعث ایکسپورٹرز کی دلچسپی میں بھی کمی ہوتی جارہی ہے۔ اگر حکومت آم کی کاشت پر توجہ دے تو عام کی پیداوار کو دگنا کیا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں آم کی پیداوار کو بہتر بنانے کے لئے امریکی

ادارے برائے عالمی ترقی یو ایس ایڈ کے تعاون سے صوبہ سندھ اور بلوچستان میں آموں کی پیداوار بڑھانے کے لئے مینگو پروگرام پر کام کیا جارہا ہے۔ امریکی حکومت اپنے بین الاقوامی ترقیاتی ادارے کے توسط سے سال دو ہزار نو سے پاکستان میں اس منصوبے پر کام کر رہی ہے۔ یو ایس ایڈ کی اعانت سے صوبہ سندھ کے حیدر فارمز پر بہتر زراعتی طریقوں پر عمل پیرا ہو کر 'سپلائی چین' قائم کی گئی ہے۔

یو ایس ایڈ ذرائع کے مطابق اس وقت ادارہ پنجاب اور سندھ میں آموں کے ۵۱ سے زائد باغات میں پروسیسنگ کے آلات نصب کرنے میں مدد کر رہا ہے جس کی وجہ سے آموں کو بین الاقوامی منڈیوں بشمول مشرقِ وسطیٰ، جنوبی ایشیا اور یورپ میں برآمد کرنے میں مدد ملے گی۔ یو ایس ایڈ اب تک 3000 سے زائد کسانوں کو آموں کی پروسیسنگ اور ان کی ذخیرہ کرنے کی مدت بڑھانے کے حوالے سے تربیت

فراہم کر چکا ہے۔ یہ اعانت ۲۰ لاکھ پاکستانیوں کے لیے براہِ راست فائدے مند ثابت ہوگی، بیشمار کاروباروں کی آمدن میں اضافہ کرے گی، ملازمت کے مواقع پیدا کرے گی اور پاکستان بھر میں، بالخصوص جنوبی پنجاب اور شمالی سندھ میں معیشت کو فروغ دے گی۔

پاکستان میں مختلف اقسام کے آم پائے جاتے ہیں جو اپنے ذائقے کی بدولت دنیا بھر میں مقبول ہیں۔ دسہری، چونسا، سندھڑی، فجری، دیسی اور الماس مارکیٹوں میں آنے کو ہیں۔ پاکستان میں پھلوں کے بادشاہ آم کی مختلف اقسام پائی جاتی ہیں۔

پہلا نمبر آتا ہے "دُسہری" لمبوترا، چھلکا خوبانی کی رنگت جیسا باریک اور گودے کے ساتھ چمٹا ہوتا ہے۔ گودا گہرا زرد، نرم، ذائقے دار اور شیریں ہوتا ہے۔

جب کہ "سِندھڑی" کا سائز بڑا، چھلکا زرد، چکنا باریک گودے کیساتھ ہوتا ہے، گودا شیریں، رس دار اور گُٹھلی لمبی اور موٹی ہوتی ہے۔

دوسری جانب "چونسے" کا ذائقہ تو اپنی مثال آپ ہے یہ آم کی لاجواب قسم ہے جو دنیا بھر میں شہرت رکھتی ہے چونسا کا چھلکا درمیانی موٹائی والا ٹائم اور رنگت پیلی ہوتی ہے۔ اس کا گودا گہرا زرد، نہایت خوشبودار اور شیریں ہوتا ہے۔ اِس کی

گُٹھلی پتلی لمبوتری، سائز بڑا اور ریشہ کم ہوتا ہے۔

سب سے مقبول "انور رٹول" کا سائز درمیانہ ہوتا ہے۔ چھلکا چِکنا اور سبزی مائل زرد ہوتا ہے، گودا بے ریشہ، ٹھوس، سُرخی مائل زرد، نہایت شیریں، خوشبودار اور رَس درمیانہ ہوتا ہے۔

اور یہ "لنگڑا" نہ جانے کیوں اسے لنگڑا آم کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ لنگڑا مختلف سائز کا ہوتا ہے، اس کا چھلکا چِکنا، بے حد پتلا اور نفیس گودے کے ساتھ چِمٹا ہوتا ہے، گودا سُرخی مائل زرد، مُلائم، شیریں، رَس دار ہوتا ہے۔

اور یہ ہیں جی "الماس" جس کی شکل گول ہوتی ہے اور سائز درمیانہ، چِھلکا زردی مائل سُرخ، گودا خوبانی کے رنگ جیسا مُلائم، شیریں اور ریشہ برائے نام ہوتا ہے، گولا شکل و صورت میں بھی گول ہوتا ہے۔ سائز درمیانہ، چِھلکا گہرا نارنجی اور پتلا ہوتا ہے۔ گودا پیلا ہلکا ریشے دار اور رسیلا ہوتا ہے۔

مالدا سائز میں بہت بڑا ہوتا ہے، مگر گُٹھلی انتہائی چھوٹی ہوتی ہے۔ سہارنی سائز میں درمیانہ اور ذائقہ قدرے میٹھا ہوتا ہے۔

کچن کو بارونق بنائیں

بشریٰ قریشی

باورچی خانہ کے بغیر کسی مکان یا گھر کا تصور نہیں کیا جاتا۔ یہ گھر کا اہم اور مرکزی گوشہ ہے۔ گھر میں کچن کو وہی مقام حاصل ہے جو جسم میں دل کو حاصل ہے۔ ہر خاتون اپنے کچن کو صاف ستھرا رکھنے اور اسے خوبصورت بنانے کی دلی تمنا رکھتی ہے۔فی زمانہ کچن کی سجاوٹ پر بھرپور توجہ دی جارہی ہے یا یوں کہاں جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ اب کچن کی سجاوٹ ایک آرٹ بن گیا ہے۔ اس کی تعمیر و مرمت، اس کے ڈیکوریشن کیلئے مختلف آئیڈیاز اپنائے جارہے ہیں۔ حالات اور موسم کی مناسبت سے آج کچن کہ ڈیکوریشن پر بھی بھرپور توجہ دی جارہی ہے۔کچن کو بارونق بنانے کے لیے کچن کی سیٹنگ پر توجہ دی جارہی ہے۔

آج کل خواتین اوپن کچن کو پسند کرنے لگی ہیں جو لانگ روم کے ساتھ بنائے جارہے ہیں۔ اوپن اور لانگ کچن میں آپ اپنی پسندیدہ اشیاء کو سیٹ کرسکتی ہیں۔ نفاست پسند خواتین سیاہ گرینائیٹ کو ہی ترجیح دیتی ہیں کیونکہ اس کی صفائی آسان رہتی ہے۔ جدید طرز کے کچن میں سیاہ و سفید چیک والا فرش تعمیر کیا جارہا ہے۔سنک بھی کچن کی سیٹنگ کا لازمی حصہ ہوتا ہے اور یہی حصہ سب سے زیادہ استعمال میں رہتا ہے۔ خوشنما اور پائیدار سنک ہی خریدیں۔ کچن کے ڈیکوریشن میں رنگ اور خوشبو کا بھی بڑا دخل ہے۔

گرمیوں کے ایام میں سفید رنگ مناسب رہے گا کیونکہ سفید رنگ کو سکون کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ہلکا نیلا رنگ، زرد اور سمندری گہرے رنگ بھی کچن کی آرائش میں اضافہ ہوتا ہے۔

باورچی خانہ میں مسالحے اور پکوان کی خوشبو ہمیشہ رہتی ہے یا پھر اشیاء کے خراب ہوجانے کی بدبو بھی پھیل جاتی ہے۔کچن کے ماحول کو خوشگوار اور معطر بنانے کیلئے آپ گلاب، چنبیلی، لیونڈریا، یا دیگر ہلکی خوشبو کا برتن رکھ سکتی ہیں۔

کچن میں احتیاطی تدابیر:

کچن گھر کا بارونق گوشہ ہوتا ہے- خواتین کو کچن میں زیادہ

وقت گزارنا پڑتا ہے تب ہی گھر کے ہر افراد پیٹ کی آگ بجھا سکتے ہیں۔خواتین روزانہ کم وبیش 6 سے 7 گھنٹے کچن میں گزارتی ہیں۔مگر رسوئی گھر میں احتیاطی تدابیر کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔

خواتین کو کچن میں احتیاط کے ساتھ پکانا کرنے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے ان کی توجہ کچن کی صفائی پر مرکوز رہنی چاہیے۔پکوان کے وقت سوتی کپڑا استعمال کریں اور اپرن پہن کر پکوان کریں۔

سیلنڈر کی ٹیوب کو روزانہ چیک کرتے رہیں اور یہ دیکھتے رہیں کہ گیس لیکیج تو نہیں ہو رہی ہے۔چاقو اور درانتی کو صحیح جگہ پر رکھیں۔ مسطح پتھر یا چوبینہ ٹکڑے پر رکھ کر سبزیاں کاٹیں۔ مسالحہ جات ایک طرف رکھیں- چولہے کے قریب ٹھہر کر اونچائی سے کوئی چیز نہ نکالیں اگر توازن بگڑ جائے تو آپ چولہے پر گر پڑیں گی جس سے آپ کی جان کو خطرہ بھی ہو سکتا ہے۔ سیدھے / کھڑے ہو کر پکوان کریں۔

موسم گرما میں اگزاسٹ فین آن کریں اس سے اندر کی گرمی نکل جائے گی۔ دوران پکوان پسینے سے چہرے کی جلد متاثر ہونے کا امکان رہتا ہے۔ وقفہ وقفہ سے چہرے کو ٹھنڈے پانی سے دھوتے رہیں۔ اس سے آپ کو راحت و سکون ملے گا۔ برتنوں کی صفائی میں تاخیر نہ کریں۔ پکوان اور برتنوں کی صفائی کے وقت پیروں کے نیچے پیڈ استعمال کریں-اس پر کھڑے رہنے سے ایڑیاں متاثر نہیں ہو گی۔

الحمدللہ!

(2003 تا 2017)

14 سال

سے

درسِ قرآن ڈاٹ کام

مصروفِ عمل

سوشل میڈیا

کے 10 بڑے ذرائع پر اللہ کا پیغام

اللہ کے بندوں تک پہنچانے کی سعادت

www.darsequran.com

ویب سائیٹ

2003 درس قرآن ڈاٹ کام ویب سائیٹ نے دنیا کی پہلی بڑی اسلامی اردو آڈیو ویب سائیٹ ہونے کا اعزاز حاصل کیا اور اس نے علم کے میدان میں ایک نیا رجحان متعارف کروایا جس سے سینکڑوں اسلامی ویب سائیٹس نے رہنمائی حاصل کی ہے اور الحمدللہ درس قرآن ڈاٹ کام کو 100 سے زائد علماء کرام کی سرپرستی حاصل رہی ہے۔

/darsequran1
/darsequranlive

فیس بک پیج

6 لاکھ سے زائد Likes کی بدولت لاکھوں ناظرین اس پیج سے اصلاحی ویڈیو شارٹ کلپس، قرآن وسنت کی تعلیمات پر مشتمل پوسٹس، دعائیں، اصلاحی واخلاقی تحریریں، کہانیاں، اسلامی معلومات وخبروں سے مستفیض ہوتے ہیں۔ کیا آپ نے اس پیج کو Like کیا ہے؟ نہیں!!! تو پھر ابھی Like کیجیے۔

/darsequran1

یوٹیوب چینل

دنیا کے سرفہرست اردو اسلامک چینل میں شامل اس یوٹیوب کے چینل پر ہمارے سبسکرائبرز 1 لاکھ اور الحمدللہ تین کروڑ سے زائد درسِ قرآن ڈاٹ کام کی جانب سے اپ لوڈ شدہ ویڈیوز دیکھی گئیں۔

+923102400043

واٹس ایپ

الحمدللہ واٹس ایپ کی دنیا میں درس قرآن ڈاٹ کام نے سب سے پہلے اسلامک ویڈیو شارٹ کلپس سروس متعارف کروائی جس میں پچھلے 4 سال میں اب تک دنیا بھر سے تقریباً 3 لاکھ موبائل نمبرز رجسٹر ہوئے ہیں۔ جو گھر بیٹھے اصلاحی ودینی ہائی کوالٹی ویڈیوز اور اسلامی پوسٹس حاصل کرتے ہیں۔ اپنے موبائل فون میں رجسٹریشن کے لئے اس نمبر پر میسج کریں 923102400043+

/darsequran1
/darsequran11

ٹیلی گرام چینل

درس قرآن ڈاٹ کام کا ٹیلی گرام پر بھی چینل موجود ہے آپ کی آسانی کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام نے ویڈیوز اور اسلامی پوسٹس کے لئے الگ الگ چینل متعارف کرائیں ہیں۔

اس کے علاوہ درس قرآن ڈاٹ کام /darsequran1 (ڈیلی موشن)، /darsequran (ٹویٹر)، /darsequran1 (گوگل پلس)، /darsequran1 (انسٹاگرام) پر بھی موجود ہے۔

Android پلے اسٹور پر ہماری ایپس ڈاؤنلوڈ کیجیے: Mera Pakistan, Darsequran, Hamd o Naat

ANDROID APP ON Google play

خواتین اور بچوں کے لیے

بچوں کے لیے ویب کہانی www.darsequran.com/wk | خواتین کے لیے پیامِ حیاء ای میگزین www.darsequran.com/haya

www.darsequran.com